عقائد
(اہل السنۃ والجماعت)
علماء دیوبند
(نور اللہ مراقدہم)
اور
مسئلہ حیات الانبیاء وسماع موتیٰ
تالیف
شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا
علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلویؒ

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف

Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاؤن لوڈ کریں نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً فوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com** (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

عقائد

(اہل السنّت والجماعت)

علماء دیوبند (نور اللہ مراقدہم)

اور

مسئلہ حیات الانبیاء (علیہم السلام) و سماع موتیٰ

تالیف:
شیخ الحدیث والتفسیر محقق العصر حضرت علامہ
سید محمد حسین شاہ نیلوی مدظلہ

ترتیب:
محمد ابوبکر فیصل

ناشر
مکتبۃ الفیصل
جامع مسجد ذوالنورین رض
ظفر آباد پرانا چنیوٹ روڈ جھنگ صدر

عقائد

(اہل السنت والجماعت)

علماء دیوبند (نور اللہ مرقدہم)

اور مسئلہ حیات الانبیاءؑ وسماع موتیٰ

مصنف: حضرۃ علامہ مفتی سید محمد حسین نیلویؒ

ترتیب: محمد ابوبکر فیصل (نواسہ حضرۃ نیلویؒ)

صفحات: ۱۲۸ قیمت: -/۸۵ مفت

اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

کے تمام مراکز سے حاصل کریں

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ و الصلوٰۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ و علیٰ الہ و اصحابہ الذین اوفوا عہدہ۔ اما بعد!

قارئین کرام! ''عقائد (اہل السنّت والجماعت) علمائے دیوبندؒ اور مسئلہ حیات الانبیاءؑ وسماع موتی'' کے نام سے موسوم یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے جسے محقق العصر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی مدظلہ نے تالیف کیا ہے اور اسے مکتبۃ الفیصل جھنگ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ''مسئلہ حیات الانبیاءؑ''، دوسرے حصے میں ''مسئلہ سماع موتی'' اور تیسرے حصہ میں مسائل مذکورہ سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

پہلے ایک مرتبہ یہ مضامین علیحدہ علیحدہ شائع ہو چکے ہیں مگر اسکی اہمیت و افادیت کے پیش نظر انہیں یکجا کر دیا گیا ہے اور مزید اضافات اور نئی ترتیب دی گئی ہے۔

دور حاضر میں دیوبندیت کے چند محض دعویدار علماء نے اپنا تمام تر زور اور تبلیغ کا مرکزی پہلو یہ اپنایا ہوا ہے کہ مُردے سنتے ہیں اور علمائے دیوبند مُردوں کے سماع کے قائل تھے اور جو یہ کہتا ہے کہ مردے نہیں سنتے وہ دیوبندی نہیں ہے

بلکہ ان کا یہ فتویٰ اس حد تک تجاوز کر چکا ہے کہ جو شخص امام الانبیاءؐ اور دیگر انبیاءؑ و شہداء کو اس دنیا والی قبر میں دنیوی حیات کے ساتھ زندہ نہیں مانتا اور سماع عندالقبر کا قائل نہیں ہے وہ العیاذ باللہ صرف دیوبندی ہی نہیں بلکہ اہل السنّت و الجماعت سے خارج اور معتزلہ ہے۔

اگر آپ اس کتاب کو تعصب کی نگاہ ہٹا کر اور انابت قلب سے پڑھیں گے تو یقیناً آپ کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ان کا یہ دعویٰ اور فتویٰ کس حد تک درست ہے اور یہ کہ اشاعت التوحید والسنّت کا یہ عقیدہ کوئی نیا اور خود ساختہ نہیں بلکہ قرآن و حدیث صحیحہ اور اجماع صحابہؓ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ و علمائے احنافؒ اور دیگر مفسرینؒ، محدثینؒ، متقدمینؒ، متاخرینؒ، متکلمینؒ اور خود اکابر علمائے دیوبندؒ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ چند سالوں سے یہ طبقہ بڑے زور شور سے ان مسائل کی آڑ میں اکابر علمائے دیوبند کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ و خدمات کو مسخ کرنا چاہتا ہے اور مقصد تاسیس دارالعلوم دیوبند پر پردہ ڈالنے کیلئے محض دیوبندیت کا لیبل لگا کر علمائے حق کیخلاف پروپیگنڈا میں مصروف ہے۔

☆ حالانکہ دارالعلوم کا اساسی کام تعلیم کتاب اللہ اور تدریس سنت و حدیث رسول اللہؐ اور تفقہ فی الدین کی روشنی میں ایسے علماء، مجاہدین، مفسرین، محدثین، فقہائے امت پیدا کرنا تھا جو دل و دماغ کے اعتبار سے صحیح مسلمان اور قلب و فکر

کی گہرائیوں سے نمونے کے مسلمان ہوں۔

(ماہنامہ الرشید لاہور دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۲۵۱ بقلم فاضل حبیب اللہ صاحب)

آیئے! مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کی زبانی سنیئے: ''(دارالعلوم کا مسلک) علمی حیثیت سے یہ ولی اللّٰہی جماعت مسلکاً اہل السنّت والجماعت ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت اور اجماع وقیاس پر قائم ہے''۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند از مولانا قاری محمد طیبؒ ص ۲۲)

☆ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے مالٹا سے رہائی کے بعد ترک موالات سے متعلق ایک فتوے میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح فرمایا: ''میں اصل فطرت سے کوئی سیاسی آدمی نہیں ہوں اور جیسا کہ میری طویل زندگی سے شاہد ہے۔ میرا مطمع نظر ہمیشہ مذہب رہا ہے اور یہی وہ مطمع نظر ہے جس نے مجھے ہندوستان سے مالٹا اور مالٹا سے پھر ہندوستان پہنچایا۔ پس میں ایک لمحہ کیلئے کسی ایک تحریک سے اپنے کو علیحدہ نہیں پاتا جس کا تعلق تمام جماعت اسلام کی فوز و فلاح سے ہو یا دشمنان اسلام کے حربوں کے جواب میں حفاظت خود اختیاری کے طور پر استعمال کی گئی ہو۔ مالٹا سے واپس آکر مجھے علم ہوا کہ ہندوستان کے ارباب سبط وکشاد نے آخری طریقہ کار اپنے فرض کی ادائیگی اور جذبات اور حقوق کے تحفظ کا قرار دیا ہے۔ وہ قرآن کریم کی صحیح اور ایک صریح تعلیم اور رسول اکرمؐ کے ایک روشن اسوۂ حسنہ کو مضبوط تھام لیں۔ (بیس بڑے مسلمان ص ۲۸۶)

الحمد للہ! ''اشاعۃ التوحید والسنۃ'' دارالعلوم دیوبند کے اسی بنیادی مقصد اور مسلک ومشرب پر کاربند ہے اور قرآن کریم واحادیث صحیحہ کے ذریعے توحید و سنت کی اشاعت اور شرک وبدعات کا رد کر رہی ہے اور حضرت شیخ الہندؒ کی ڈگر پر چلتے ہوئے عوام الناس میں دروس قرآن اور طلباء وعلماء میں تفسیر قرآن کے ذریعے علوم قرآنیہ کو عام کر رہی ہے۔

یہ کتاب یقیناً عوام الناس اور بالخصوص علماء وطلباء کیلئے ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کو نظر ثانی کے بعد شائع کیا جا رہا ہے اور حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ رہے۔ تاہم کسی قسم کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں کتاب وسنت کے مطابق عقیدہ رکھنے کے توفیق عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول منظور فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے، آمین یا الٰہ العالمین۔

ناظم مکتبۃ الفیصل

اُولٰئِکَ اٰسْلَافِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا يَا عَنِيْدُ الْمَجَامِعُ

(حصہ اول)

عقائد علماء دیوبند

نور اللہ مراقدہم

اور

مسئلہ حیات الانبیاء

علیہم السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه الحی الذی لایموت لا تاخذه سنة ولا نوم ولا يحيطون بشيءٍ من علمه الا بما شاء وسع كل شيء رحمة وعلمًا وقدرةً خلق كل شيء فقدره تقديرا. له ما فی السمٰوٰت وما فی الارض كل شيء هالک الا وجهه وقال فی کتابه "لا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل اللّٰه امواتًا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما اٰتاهم اللّٰه من فضله" والصلٰوة والسلام علی النبی الرسول الامی الذی فسر هٰذه الاٰية بقوله عليه السلام ارواحهم فی حواصل طير خضر تسرح فی الجنة حيث شاءت الٰی اٰخر الحديث وعلٰی اٰله واصحابه واهل بيته وذرياته وعترته ومحبيه و ناصريه و مشيدی دينه اجمعين○

اما بعد! اللہ تعالیٰ کا بندہ محمد حسین عارض ہے کہ اکثر عوام کو بعض علماء نے جمعیت اشاعت التوحید والسنّت کے اندر شامل ہونے والے علماء حق کے بارے بدظن کرتے ہوئے ان پر افتراء کر کے وہی بہتان باندھا ہے جو آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے بریلوی فرقہ کے سرکردہ مولوی فضل رسول بدایونی نے اور نعیم الدین مرادآبادی نے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر باندھا تھا۔ اس لئے عوام کے سامنے صحیح مسئلہ رکھا جاتا ہے جو قرآن و حدیث اجماع اور فقہاء کرام کے فتووں سے

مزین ہے۔ تفصیل ندائے حق میں ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:

ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا حیات الانبیاءؑ والشہداءؒ واولیاءؒ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حضرتِ حق تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کرام کی حیات (کی طرح نہیں ہے بلکہ ان کی حیات شہداء کی حیات) سے ممتاز اور بلند وبالا اور ارفع، انفع، اوقع، اعلیٰ، اولیٰ، اَحلیٰ، اقویٰ، اجلیٰ، اصفیٰ، ازکیٰ، اسنیٰ، اشہیٰ، اطلیٰ، اجمل، افضل، اکمل، ادوم، اقوم، اتم، اہم، اعظم، اطیب واقدس ہے۔

اور شہداء عظام کو بھی ایک حیات عطا ہوئی ہے جو اولیاء کرام رحمہم اللہ کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔

مگر یہ زندگیاں نہ دنیاوی ہیں اور نہ دنیا کی سی بلکہ اُن کے وفات پاچکنے کے بعد اُن کی یہ زندگیاں، دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں۔ اور وفات کے بعد ان کی زندگی کو برزخی زندگی کہتے ہیں، ملکوتی وروحانی۔ نہ ناسوتی۔

اور دنیا کے اعتبار سے وہ (انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء عظام، اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) سب کے سب اموات میں داخل ہیں۔ اور ان کی وہ برزخی حیات ان پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں ہے۔ اور نہ ان کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ ان پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی ہے۔ اور جیسے آپ زندہ تھے، اسی طرح اب

بھی زندہ ہیں کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرت حق تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کو ہی معلوم ہے۔ وہ حیات ہماری عقل وحواس سے بالاتر ہے۔

دلیل (۱)

دلیل اس امر کی کہ قتل ہونے کے بعد شہداء کو حیات برزخیہ حاصل ہے صریح نص قرآنی ہے۔ چنانچہ حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون"** یعنی جو شخص اللہ کی راہ میں مقتول ہوا ان لوگوں کو مردے مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ شہید لوگ اپنی برزخ میں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں''۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کو لوگوں سے زندہ کہلانا مقصود نہیں بلکہ ان کے زندہ ہونے کی خبر دینا مقصود خداوندی ہے) (کذافی مواہب الرحمٰن ج اول پارہ۲ ص۴۹)

''**ولکن لا تشعرون**'' کا مطلب یہ ہے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ کس حال میں ہیں۔

مفسر بیضاویؒ نے فرمایا کہ اس عبارت میں متنبہ فرمایا ہے کہ ان کی زندگی جسم کے ساتھ کی زندگی کے مانند نہیں اور نہ اس جنس سے ہے جو حیوانات میں محسوس ہوتی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ چونکہ تم لوگ ان کی ارواح نکل جانے کے

بعدان کے بدنوں کوظاہری نظر سے دیکھتے ہوتو ان پر مردہ اور نیست ہو جانے کا حکم کرتے ہو۔ حالانکہ درواقع وہ ایسے نہیں ہیں بلکہ کامل زندگی سے زندہ ہیں۔ **"عندربهم"** اپنے پروردگار کے پاس **"یرزقون"** کھاتے پیتے ہیں **"فرحین بما اٰتاهم اللّٰه من فضله"** ان کے دل اس چیز سے خوش ہیں جواللہ تعالیٰ نے ان کواپنے فضل سے کرامت کی۔تو وہ لوگ ایسی زندگی سے زندہ ہیں۔اگر چہ تن سے روح باہر ہو جانے کی رو سے ان کومردہ کہا جا سکتا ہے۔

اس حیات کی تشریح خودحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابی بن کعبؓ، کعب بن مالکؓ، ام ہانیؓ، ام بشرؓ، ابوالدرداءؓ، عبداللہ بن عمروؓ، ضمرۃ بن حبیبؓ، ابو ہریرۃؓ، عباس بن عبدالمطلبؓ، انس بن مالکؓ، ام کبشہؓ، عائشہ صدیقہؓ، ابوسعید خدریؓ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا ہے کہ شہداء کرام کی جس حیات طیبہ کا ذکر اللہ پاک نے فرمایا ہے وہ باین طور ہے کہ ''ان کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، وہ جہاں چاہتی ہیں جنت میں چرتی پھرتی ہیں''۔

سید امیر علیؒ نے مواہب الرحمٰن ج ۴ ص ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ یہاں (حدیث) سے معلوم ہوا کہ زندگی فقط روح کو ہے (اس مادی وعنصری) جسم کو نہیں ہے۔ پھر فرمایا صحیح یہ ہے کہ اس وقت ان کی روحیں اس طرح مثل ستاروں

کے زندہ ہیں اور حشر میں سب کے جسم جب زندہ ہوں گے تو ان کے جسم بھی زندہ ہوں گے۔ امتیاز یہ ہے کہ ان (شہداء) کی روحیں ابھی سے جنت کی نعمت سے سرفراز ہیں۔ اور باقیوں کی روحیں حشر کے حساب کے بعد جاویں گی۔ ولیکن انبیاءؑ و صدیقینؓ کا ان پر قیاس نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کا مرتبہ شہیدوں سے بڑھا ہوا ہے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جمہور کے نزدیک ان کی زندگی تحقیقی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مثالی ہے اور یہ غلط ہے۔

دلیل (۲)

اور دلیل اس امر کی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات، شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع واکمل واتم ہے اور حیات شہداء، حیات انبیاء کرام علیہم السلام سے نیچے درجے کی ہے یہی آیت کریمہ ہے جو حیات شہداء کرام کے بارے سطور بالا میں ذکر کی گئی ہے کیونکہ حیات شہداء کرام اس آیت کریمہ سے بطریق استدلال بہ عبارۃ النص کے ثابت ہوئی ہے جو طرق استدلالات قطعیہ میں طریقہ نمبر اول ہے۔ اور حیات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اسی آیت کریمہ سے ثابت ہے مگر بطریق استدلال بدلالۃ النص جو طرق استدلالات قطعیہ یقینیہ میں طریقہ نمبر سوم ہے۔ مگر جس نوع کی زندگی شہداء کی ثابت ہوگی اسی نوع کی زندگی انبیاء کرام علیہم السلام کی ثابت ہوگی۔ اب چونکہ شہداء کرام کی زندگی تو حسب تصریح نبی کریم صلی اللہ وسلم دنیوی نہیں ہے بلکہ برزخی ہے اور اسی طرح انبیاء کرام علیہم

السلام کی زندگی بھی برزخی ہوگی نہ دنیوی۔

دلیل (۳)

اور دلیل اس امر کی کہ انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء، اور اولیاء کی یہ زندگیاں دنیوی نہیں اور نہ ہی دنیا کی سی ہیں یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے اور مسلمہ قاعدہ ہے فقہاء عظام کا کہ "الشیء ینتفی بانتفاء لوازمہ" یعنی لوازم کے انتفاء سے خود وہ چیز بھی منتفی ہو جاتی ہے جس کے وہ لوازم ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی یہی بات ہے کہ دنیوی حیات کے لوازم برزخی حیات میں منتفی ہیں۔

مثلاً انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء و اولیاء علیہم الرحمۃ کی دنیوی زندگی مکلفانہ زندگی تھی۔ یہ سب اس دنیا میں مکلف تھے، امر ونہی کے پابند تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام پر دنیا میں توحید وغیرہ کی تبلیغ فرض تھی۔ عبادت (نماز، روزہ، حج وغیرہ) فرض تھی۔ **واعبد ربک حتی یاتیک الیقن ، و امر بالمعروف و انھی عن المنکر، بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته** اور **یا ایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال، فقاتل فی سبیل اللّٰہ لا تکلف الا نفسک و حرض المؤمنین، یا ایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین واغلظ علیھم ، انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارک اللّٰہ ،**

یا ایھا النبی اتق اللّٰہ و لا تطع الکافرین والمنافقین.... واتبع ما یوحیٰ الیک من ربک ، اقم الصلوۃ لدلوک الشمس.... و من الیل فتھجد به نافلة لک وغیرہ یعنی اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ تم کو امر یقینی یعنی موت پیش آئے، اچھے کاموں کے کرنے کی نصیحت کیا کرو اور برے کاموں سے منع کیا کرو، اے پیغمبرؐ! جو احکام تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اترے ہیں بلاکم وکاست لوگوں کو پہنچادو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا کہ تم نے خدا کا کوئی پیغام بھی لوگوں تک نہیں پہنچایا، اے پیغمبرؐ! مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ لڑنے پر برانگیختہ کرو، تو اے پیغمبرؐ! تم اللہ کی راہ میں دشمنوں سے لڑو، تم پر اپنی ذات خاص کے سوا کسی کی ذمہ واری نہیں، اور ان مسلمانوں کو بھی لڑائی کیلئے ابھارو، اے نبیؐ! آپ کافروں اور منافقوں کیساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو، اے پیغمبرؐ! ہم نے جو کتاب برحق آپ پر اتاری ہے تو اس لئے کہ جیسا تم کو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے اس کے مطابق لوگوں کے باہمی جھگڑے چکایا کرو، اے نبیؐ! صرف خدا ہی سے ڈرتے رہو اور کافروں اور منافقوں سے ڈر کر ان کے کہے میں نہ آجانا۔۔۔ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر جو کچھ وحی کیا جاتا ہے اسی پر چلے جاؤ، اے پیغمبر! آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی) نمازیں پڑھا کرو اور نماز صبح بھی۔۔۔ اور رات کے ایک حصہ میں نماز تہجد بھی پڑھا کرو اور

اسی طرح کی بہت سی آیات ہیں جن کا حکم صرف دنیا کی زندگی میں تھا اور یہ سب امور دنیا کی زندگی میں بہت ہی اہم امور ہیں اور دنیا کی زندگی کے لازم غیر منفک یعنی نہ جدا ہونے والے ہیں اور انہی امور سے آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔

بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا کے کفر کدہ میں "قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا" فرمانا اس جہان والوں کے لئے رحمت نہیں؟ آپکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر رحمت نہیں؟ آپ کا جہاد رحمت نہیں؟ آپ کا مومنوں کو جہاد پر ابھارنا رحمت نہیں؟ آپ کے قرآنی فیصلے امت کیلئے رحمت نہیں؟ آپ کا باہم جھگڑنے والوں میں صلح کرانا رحمت نہیں؟ آپ کی عبادات اور دعا امت کے لئے رحمت نہیں؟ یقیناً رحمت ہیں اور رحمتوں میں سے بھی اعلیٰ رحمت۔ مگر اب بعد از وفات ان تمام امور سے کسی امر کے بھی آپ مکلف نہیں۔ اسی طرح شہداء و اولیاء بھی وفات کے بعد مکلف نہیں رہتے۔ دراصل دارالعمل صرف یہی دار دنیا ہے اور اس کے بعد برزخ وعقبیٰ دارالعمل نہیں ہیں بلکہ دارالجزاء ہیں۔

بہر حال ان کی وفات کے بعد ان کی زندگی برزخی زندگی ہے، نہ دنیاوی زندگی ہے اور نہ دنیا کی سی۔ اور اس قول کے مؤید اساطین امت کے اقوال بھی ہیں جیسے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے کئی مقامات میں لکھا ہے کہ ان کی وفات کے بعد جو حیات نصیب ہوتی ہے وہ برزخی حیات ہے، وہ برزخی حیات دنیوی حیات کے ساتھ کسی طرح مشابہت نہیں رکھتی اور ہمارے مشائخ واساتذہ کے شیخ

المشائخ واستاذ الاساتذہ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے بھی فرمایا کہ" حیاتِ آن جا مماثلِ حیاتِ دنیا نیست" اور حضرت نواب قطب الدین دہلویؒ (مصنف مظاہر حق) نے اسی عبارت کا ترجمہ اپنے رسالہ "الہدیۃ المکیہ" میں لکھا۔ اور ہمارے شیخ الشیخ مولانا قطب العالم رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی فتاویٰ رشیدیہ میں یہی عبارت نقل فرمائی اور اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

نیلوی کہتا ہے کہ المہند علی المفند میں جو لفظ "دنیا کی سی" لکھا ہوا ہے اس کی اگر تاویل نہ کی جائے تو اپنے اسلاف کے قول کے بھی مخالف ہے اور قرآن و حدیث کے بھی مخالف ہے بلکہ خود اس رسالہ پر دستخط کرنے والے اکابرؒ کے مسلک کے خلاف ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ نے کفایۃ المفتی میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے۔ اور مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن (ازلی مفتی) صاحبؒ نے روحانی زندگی کی تصریح فرمائی ہے۔ پھر المہند کی عبارت کئی وجوہ سے منظور فیہ ہے۔ چنانچہ ندائے حق میں اس کو کھول کر بتایا گیا ہے۔

دلیل (۴)

اور دلیل اس امر کی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے ممتاز ہے یہ ہے کہ انبیاءؑ کی وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات کے ساتھ کسی دوسرے کو نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں

فرمایا ہے:"وَ لَا تَنکِحُوا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا"۔

بخلاف شہداء کے کہ ان کی شہادت باسعادت کے بعد ان کی بیویاں عدۃ وفاۃ گزارنے کے بعد (اور حاملہ ہونے کی حالت میں وضع حمل کے بعد) دوسری جگہ نکاح کرنے کی مجاز ہیں، یعنی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہیں۔

ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات طبعی کے بعد ان کے ترکہ کا وارث کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ تواتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:"نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرَثُ وَمَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ" یعنی صرف ہم انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ ہمارے مال کا کوئی آدمی وارث نہیں ہو سکتا اور ہمارا جو ترکہ ہے وہ صدقہ ہے اور یہ حدیث متواتر ہے جس کے بیان کرنے والے خلفاء اربعہ، عبادلہ ثلثہ، نوازواج مطہرات، ابو ہریرۃؓ، عباسؓ بن عبد المطلب، عبد الرحمٰنؓ بن عوف، طلحہؓ اور خود فاطمۃ الزہرۃؓ (کل اکیس ہوئے) اور باقی صحابہ کا سکوت اجماع پر مہر ہے۔

بخلاف شہداء کے کہ انکی وفاۃ (شہادت باسعادت) کے بعد باقاعدہ دوسرے اموات کی طرح تقسیم ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے جو شہید ہو جاتے تھے ان کا ترکہ دوسرے اموات کی طرح باقاعدہ ان کے وارثوں میں تقسیم ہوتا تھا۔

ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ طیبہ طاہرہ

مطہرہ معطرہ مقدسہ کی حفاظت وسلامتی کا خدائے تعالیٰ نے آپ انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:"اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ" اور اس حدیث کو کئی صحابہؓ نے روایت فرمایا ہے جس سے اسے شہرت کا درجہ مل گیا۔

نیز اس کی تائید قرآنی آیات کے ساتھ بھی ہوتی ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام خدا پاک کے پیغمبر ہیں تو جب ان پر موت کا حکم آ پہنچا تو اُن کے مرنے کا پتہ کسی نے نہ بتایا مگر گُھن کے کیڑے نے کہ جس عصا کے سہارے سے کھڑے کھڑے آپ نے انتقال فرمایا، مُدّتوں تک یہی سمجھا جاتا رہا کہ آپؑ زندہ، عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہیں۔ اس عصا سلیمانی کو گُھن کھاتا رہا یہاں تک کہ وہ عصا اندر سے کھوکھلا بودا اور کمزور ہو کر ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا بے جان جسم مبارک زمین پر گر پڑا مگر زمین نے آپؑ کے جسم مبارک پر کچھ اثر نہ کیا۔

سید امیر علیؒ نے مواہب الرحمٰن پارہ ۲۲ ص ۱۴۷ میں لکھا ہے:"ف یعنی کسی ذریعہ سے لوگوں کو علم حاصل نہ ہوا کہ سلیمان علیہ السلام مُردہ کھڑے ہیں۔ آخر جب دابۃ الارض لکڑی کا کیڑہ جس کو ارضہ بھی کہتے ہیں وہ ان کا عصا اندر ہی اندر کھا گیا تو عصا ان کو سنبھال نہ سکا اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ کسی پیغمبر کا جسم کھاوے تو اُن کا جسم پاک بعد موت کے بدستور تھا۔ جب عصا کو گُھن

کھا گیا تو جسم مبارک زمین پر گر پڑا''۔

بخلاف شہداء کے اور اولیاء کے کہ ان کے اجسام کی سلامتی وحفاظت کا خدا کی طرف سے وعدہ نہیں۔ وہ چاہے تو اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ کسی کے جسم کو صحیح سالم اور محفوظ رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ چنانچہ بعض شہداء واولیاء کے اجسام صحیح سالم دیکھے گئے ہیں لیکن بعض شہداء واولیاء کے اجسام کا سالم نہ رہنا ممکن بلکہ واقع ہے۔ کئی شہید ایسے ہیں کہ جن کے جسم کو جلا دیا گیا ان کی راکھ اڑا دی گئی (لیکن پیغمبر آگ میں جلنے سے محفوظ رہتے ہیں جیسے ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو آگ کو اللہ نے حکم دے دیا: "یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ" اے آگ! ابراہیمؑ کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی کا موجب بن جا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے مٹی پر حرام کر دیا گیا ہے اجسام انبیاءؑ کو کھانا، ایسے ہی آگ پر بھی حرام کر دیا گیا ہے اجسام انبیاءؑ کو جلانا، ایسے ہی مچھلیوں پر حرام کر دیا گیا ہے اجساد انبیاءؑ کو کھانا۔ مچھلی ہو یا مٹی یا آگ یا کوئی اور، انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام طیبہ کو محفوظ رکھنے کے مامور ہیں) خواہ دنیا کی زندگی ہو خواہ برزخی بعد از وفات۔

اور بعض اولیاء کے اجساد بھی محفوظ دیکھے گئے اور بعض مشاہیر اولیاء میں سے ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جن کے گوشت پوست کو مٹی کھا گئی اور قبر میں صرف ہڈیاں پڑی ہیں، پھر ان ہڈیوں کو دریا میں پھینک دیا گیا۔

ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، ہاں شیعہ کا خیال ہے کہ متعارف نماز جنازہ چار تکبیروں والی نہیں پڑھی گئی بلکہ درود شریف پڑھا گیا اور بعض اہل سنت نے بھی شیعہ کا یہ خیال اپنی کتابوں میں لکھ دیا مگر یہ خیال غلط ہے۔ حق اور صحیح یہی ہے کہ متعارف جنازہ تیس ہزار صحابہؓ نے آپؐ پر بغیر جماعت کے پڑھا جیسے مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے سیرۃ المصطفیٰؐ میں لکھا ہے اور بخاری ص ۱۷۸ و مسلم ص ۳۰۹ و مستدرک ص ۳۸۶ و دار قطنی ص ۱۹۱ و نہایہ ج ۱ ص ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و فتح القدیر ج ۱ ص ۴۶۰ و مبسوط ج ۲ ص ۶۷ و بدائع صنائع ج ۱ ص ۳۱۲ و عنایہ ص ۴۵۸ و شامی ج ۱ ص ۲۵۱ و صغیری ص ۲۹۰ و کبیری ص ۵۴۱ و شمائل ترمذی ص ۲۹ و طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۹ و انساب الاشراف بلاذری ج ۲ ص ۵۷۴ و موطا مالک ص ۲۱۲ و سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۶۶۳ و تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۰۵ و کتاب التمہید ج ۶ ص ۴۹۳ قلمی پیر جھنڈا و مجمع الزوائد ہیثمی ج ۵ ص ۱۷۲ و سنن کبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۳۹۵ و ج ۴ ص ۳۰ و ابن ماجہ ص ۱۱۸ و ترمذی ج ۱ ص ۱۲۱ و سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۳۹۴ والبدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۶۵ میں بھی متعارف جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے (یہ یاد رہے کہ جنازہ کیلئے جماعت شرط نہیں ہے)۔

اور شیعہ لوگ اہل سنت پر اعتراض کرتے ہوئے مصنف ابن ابی شیبہ اور

کنز العمال ج ۳ ص ۱۴۰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عبداللہ بن نمیر ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نبی پاکؐ کے دفن کے موقع پر حاضر موجود نہ تھے، وہ تو انصار میں تھے اور ان کے واپس آنے سے پہلے ہی آپ کو دفن کیا جا چکا تھا۔

مگر یاد رہے کہ یہ روایت اخبار صحیحہ متواترہ کے سراسر خلاف ہے۔ نیز یہ حدیث متناً منکر ہے اور سنداً منقطع ہے کیونکہ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۸۳، ۱۸۴ اور تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۵۹ میں ہے کہ ہشام بن عروہ یا تو عہد فاروقی کے اواخر ایام میں پیدا ہوا ہے یا عہد عثمانی کے اوائل میں۔ نامعلوم اس کو کس آدمی نے یہ غلط بات بتادی۔ پھر اس آدمی کا نام بھی نہیں لیا کہ وہ کون تھا۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ متعارف پڑھنے کے اہل سنت متفقہ طور پر قائل ہیں مگر شہداء پر نماز جنازہ پڑھا جائے یا نہ؟ اس میں احنافؒ و شوافعؒ کا اختلاف ہے۔ احنافؒ کہتے ہیں کہ جیسے دوسرے اموات پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ہے بالکل اسی طرح شہید پر بھی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ہے۔ مگر شوافعؒ کہتے ہیں کہ شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس کے کئی دلائل پیش کرتے ہیں جن میں سے ایک دلیل یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ شہداء کے بارے قرآن مجید میں نص موجود ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور نماز جنازہ میت پر پڑھی جاتی ہے نہ زندہ پر۔

اور احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ شہداء اُس عالم برزخ میں زندہ ہیں نہ اس عالم دنیا میں، اس لئے شہید دنیا کے اعتبار سے زندہ نہیں ہیں بلکہ داخل اموات ہیں، اس واسطے شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ اُحد پر نماز جنازہ پڑھی تھی۔ مبسوط سرخسی، بدائع صنائع اور شروح ہدایہ وغیرہ میں اسی طرح ذکر ہے۔

امتیاز کی ایک صورت قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں یہ بھی لکھی ہے کہ شہداء پر میت کا اطلاق نہیں کر سکتے اور انبیاء علیہم السلام پر میت کا اطلاق کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے: ''**انک میت و انهم میتون**'' اور دوسری جگہ فرمایا: ''**اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ**'' اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجمع صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''**من کان منکم یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات**''۔ اسی طرح بیسیوں صحابہؓ نے آپؐ پر میت کا لفظ اطلاق فرمایا۔ **ولکن فی قول القرطبیؒ نظر اذ یجوز اطلاق لفظ المیت علی الشهداء کما یجوز اطلاقه علی الانبیاء۔**

دلیل (۵)

اور دلیل اس امر کی کہ دنیا کے اعتبار سے وہ سب اموات میں داخل ہیں یہ ہے کہ ان سب پر احکام اموات کے جاری ہیں اور ان کے ساتھ اموات کا

سا معاملہ کیا جاتا ہے، ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ زندہ کا جنازہ
کوئی نہیں پڑھتا اگرچہ مریض سکتہ میں مبتلا ہو کر بے حس پڑا ہو۔

ان کا جسم مبارک چھپانے کے لئے قبر (لحد یا شق) بنائی جاتی ہے اور زندہ آدمی
کی قبر بنانا اور اس میں دبانا جس طرح بعض عرب عہد جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو
زندہ در گور کر دیتے تھے حرام ہے اور حضرت حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ اسکی
مذمت فرمائی ہے اور اگر اتفاق سے کسی سکتہ کے مریض کو میت سمجھ کر دفن کر دیا اور پھر
اس کی زندگی کے آثار معلوم ہو گئے تو اسے قبر سے نکال لیا جاتا ہے۔

اور مرنے کے بعد اور دفن کرنے کے بعد ان کو اہل القبور کہا جاتا ہے اور
زندہ آدمی کو اہل القبر نہیں کہتے۔

اور شہداء کے سوا ان کو نہلایا کفنایا جاتا ہے اور زندہ آدمی کو نہلایا کفنایا نہیں جاتا۔

اور انبیاء کے سوا ان کا مال وارثوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور زندہ کا مال
وراثت میں نہیں بٹتا۔

اور انبیاء کے سوا دوسرے اموات کا نکاح ختم ہو جاتا ہے اور عدت وفاۃ کے
بعد دوسری جگہ ان کی بیویاں نکاح کر سکتی ہیں اور زندوں کی بیویوں سے نکاح
"والمحصنات من النساء"، فرمان الٰہی کی بناء پر حرام ہے۔

اور مرنے کے بعد مکلف نہیں رہتا اور زندہ عاقل بالغ مکلف ہے، اگر کافر
ہے تو پہلے ایمان لانے کا مکلف ہے جب مسلمان ہو گیا تو ایمان پر قائم دائم

رہنے کا بھی مکلف ہے، اور تمام احکام شرعیہ کا موافق اپنے احوال کے مکلف
ہے، اوامر و نواہی اس کے ذمہ ہیں یعنی اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب
اس کے ذمہ ہے، پھر مرنے کے بعد اس کے اعمال بند ہو جاتے ہیں، البتہ اللہ
تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے فرشتوں کو کہہ دیتا ہے کہ شہیدوں کے نماز روزہ جہاد
انفاق والے اعمال کا ثواب لکھتے رہو جیسے اس وقت لکھتے تھے جب وہ زندہ تھے تو
یہ اس کا محض فضل اور احسان ہے۔ اسی طرح اگر کوئی زندہ مسلمان میت کو اپنے
مالی یا بدنی عبادت کا ثواب پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور احسان
سے اس عبادت کو قبول فرما کر اس کا ثواب عبادت کرنے والے کو بھی دے اور
جس مسلمان میت کو وہ ثواب پہنچانا چاہتا ہے اس کو بھی ثواب دے تو یہ اللہ تعالیٰ
کی عین عنایت ہے۔

مرنے سے پہلے زندہ آدمی اپنے مال کا مالک ہے، جہاں چاہے خرچ کرے
جس طرح چاہے اس مال میں تصرف کرے اسے اجازت ہے۔ البتہ مرض
الموت میں اس کے مال کے ساتھ وارثوں کا حق بھی متعلق ہو جاتا ہے اگرچہ
حقیقت ملک اس کی اپنی ہے۔ صرف تہائی مال میں اس کو تصرف کرنے کا حق
شریعت مطہرہ دیتی ہے اور بس۔ لیکن مرنے کے بعد وہ مال میت کے ملک سے
نکل جاتا ہے۔

شہید ہو ولی ہو یا نبیؑ، وفات کے بعد وہ خود با اختیار کام کرنے سے عاجز

ہوتے ہیں نہ خود نہا سکتے ہیں نہ کفن پہن سکتے ہیں نہ اپنی قبر آپ کھود سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ سمجھ سکتے ہیں۔ عاجز اور بے حس ہوتے ہیں۔ دوسرے آدمی انہیں نہلاتے ہیں، کفناتے ہیں، چارپائی پر رکھتے ہیں، چارپائی اٹھا کر قبرستان میں لے جاتے ہیں (صرف انبیاء علیہم السلام کو اسی جگہ رکھتے ہیں جہاں ان کی روح ان کے جسد عنصری سے پرواز کرتی ہے)، دوسرے آدمی ہی ان کو دفن کرنے کی خاطر قبر کھودتے ہیں اور قبر میں اٹھا کر رکھتے ہیں، پھر قبر کا منہ بند کرتے ہیں اور اوپر سے مٹی ڈال کر کوہان کی طرح بنا کر پانی چھڑکتے ہیں۔

نیز مرنے کے بعد میت کا منہ اور آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، دوسرے لوگ اس کا منہ بند کرتے ہیں، آنکھیں بھی بند کر دیتے ہیں۔ اگر منہ نہ بند کریں تو فرضاً مکھیاں اس منہ میں داخل ہوتی رہیں تو میت میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ ہاتھ سے مکھیاں اڑا دے یا کم از کم منہ ہی بند کر لے۔

وفات سے پہلے اگر ہاتھ اٹھا ہوا ہو تو وفات کے بعد جھک جاتا ہے پھر نہیں اٹھتا۔ وفات سے پہلے اگر کلمہ شریف یا تسبیح یا تہلیل یا قرآن پاک پڑھ رہا تھا تو وفات کے بعد کوئی ایک حرف بھی اس کے منہ سے نہیں نکلتا (کرامت و معجزہ اس مبحث سے خارج ہیں)۔

زندہ آدمی کو خدا کی طرف سے قدرت و اختیار میں سے کچھ حصہ ملا ہوا ہے کیونکہ ہم اہل السنّت والجماعۃ کے نزدیک نہ تو آدمی قادر علی الاطلاق اور مختار کل

ہے اور نہ ہی مجبور محض ہے۔ اسی دی ہوئی قدرت و عطا کردہ اختیار کی وجہ سے انسان مکلّف ہے۔ نیکی کرے گا تو اپنے اختیار سے، بدی کرے گا تو اپنے اختیار سے اور اسی اختیار کو صحیح یا غلط استعمال کرنے کی بناء پر انسان ثواب یا عذاب پاتا ہے۔ لیکن جب انسان مر جاتا ہے تو یہ قدرت و اختیار اس میں نہیں رہتا۔ شرح مقاصد ص ۱۶۳ میں ہے: **"قد اتفقوا علی ان اللّٰہ تعالیٰ لم یخلق فی المیت القدرۃ و الافعال الاختیاریۃ"** یعنی یہ مسئلہ سب علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میت کے اندر قدرۃ اور افعال اختیاریہ کو پیدا نہیں فرمایا۔

شہید کو شہادت پاتے وقت موافق حدیث نبوی کے معمولی سا دکھ ہوتا ہے اور بس۔ پھر جب روح نکل جاتی ہے، اس کے بعد اس کے اس جسد عنصری کے ساتھ جو کچھ بھی کیا جائے خواہ اس کے گوشت پوست کو کاٹا جائے یا ہڈیاں توڑی جائیں یا اسے جلا دیا جائے تو آدمی کے اس تکلیف دینے سے شہید کو کچھ دکھ نہیں ہوتا نہ ولی اللہ کو، جس طرح دوسرے اموات کے جسم کو کاٹنے یا جلانے سے انہیں کچھ دُکھ نہیں ہوتا۔ **"المیت لا یتالم بضرب بنی آدم"** آدمی کے مارنے سے میت کو کچھ دکھ نہیں ہوتا۔

رہا عذاب قبر سو وہ آدمی کے بس کا نہیں ہے کیونکہ عذاب قبر دینا خدا کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور ہم اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک عذاب قبر برحق

ہے، اسی طرح نیکیوں کے لئے تنعیم قبر برحق ہے خواہ اس میت کا عنصری جسم درندے پرندے کھا جائیں یا جل کر راکھ ہو جائے اور راکھ اکناف عالم میں اڑا دی جائے یا مٹی ہو جائے۔ کیونکہ عذاب وثواب عالم برزخ میں انسان کو ہوتا ہے اور اسی عالم برزخ کو ہی اصطلاح شرع میں قبر کہتے ہیں اور حدیث شریف میں بھی عذاب وثواب قبر سے مراد عذاب وثواب عالم برزخ ہے اور انسان اجزاء اصلیہ کا نام ہے اور جسم عنصری کے یہ اجزاء (ہاتھ پاؤں منہ ناک کان پیٹ دل گردہ وغیرہ) اجزاء عرفیہ ہیں، یہ اجزاء حقیقی اور اصلی اور ازلی نہیں ہیں۔ کیونکہ جس کی دونوں ٹانگیں کٹ جائیں تو وہ پورا انسان ہی ہے اسے آدھا آدمی نہیں کہتے۔ نابینا یا نک کٹا یا کن کٹا انسان، انسان ہی ہے، یوں نہیں کہتے کہ آدھا انسان تو اوپر کا دھڑ ہے اور آدھا انسان نیچے کا دھڑ ہے۔ لہٰذا ٹانگیں کٹ جانے سے یوں نہیں کہتے کہ آدھا انسان تو فوت ہو گیا ہے اور آدھا انسان زندہ ہے، لہٰذا آدھے انسان کا جنازہ پڑھ دینا چاہیے۔

تو اجزاء اصلیہ کو عذاب ہوتا ہے نہ ان اجزاء عرفیہ کو۔ تو جس کی ٹانگیں کٹ گئی ہیں اور موافق حکم شرع کے ان کو دفن کیا گیا اور علاج معالجہ کے بعد وہ انسان جسکی ٹانگیں کٹ گئی ہیں مدتوں زندہ رہا تو اب اس عرصہ میں ان فوت شدہ دفن کردہ ٹانگوں کو سزا اجزا ملتی ہے یا نہ؟ اگر ملتی ہے تو وہ زندہ محسوس کرتا ہے یا نہ؟ ظاہر ہے کہ اس زندہ انسان کو کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ میری ٹانگوں پر کیا واردات

گزر رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ان عرفی اجزاء کا نام نہیں ہے۔ وہ اجزاء اصلیہ اور ہی ہیں جو ابتدائے آفرینش سے مرتے دم تک انسان کے جسم عنصری میں محفوظ رہتے ہیں۔ مرنے سے پہلے وہ اجزاء اصلیہ انسان سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے جدا ہونے سے انسان، انسان نہیں رہتا، وہ مر جاتا ہے۔ ان اجزاء اصلیہ کا جدا ہونا اور رُوح کا جدا ہونا بیک وقت ہوتا ہے اور بعض جسم کو روح کے ساتھ عذاب، ثواب ہونے کا مطلب یہی ہے کہ روح اور اجزاء اصلیہ انسانیہ کو عذاب یا ثواب ہوتا ہے یعنی اس انسان کو جو اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز کرنے کیلئے سمجھتا کہ ''میں'' ہوں۔ اس کی ٹانگیں کٹ جائیں، ہاتھ کٹ جائیں، زبان کٹ جائے، کان کٹ جائیں، ناک، ہونٹ کٹ جائیں، دانت نکل جائیں، گردہ نکال دیا جائے یا اس کا پاؤ آدھ سیر خون نکالا جائے تو وہ انسان ''میں'' ہی رہتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ شکر ہے کہ مَرا نہیں، بچ گیا ہے، علاج معالجہ کے بعد اچھا ہو گیا۔ تو گو اس کی ٹانگیں، ہاتھ، ناک، کان، ہونٹ، دانت، گردہ ختم ہو گئے ہیں مگر وہ ہے انسان، اور انسان بھی مکلّف۔ اس پر ایمان فرض ہے، نماز روزہ فرض ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد اس کے ذمّہ ہیں اور ''یا ایها الناس'' کے خطاب میں وہ داخل ہے، البتہ معذور ہونے کی وجہ سے اس پر معذورین والے احکام نافذ اور جاری ہوں گے۔

الحاصل جزا سزا (عذاب وثواب) انسان کو ہوتا ہے اور انسان نام ہے ان

اجزاء اصلیہ مع الروح کا، نہ ان اجزاء عرفیہ کا جن کو عرف عام میں اجزاء کہتے ہیں اور قرآن پاک میں اسی عرف میں کفار کو سمجھایا گیا ہے۔

رہی وہ حدیث جس میں ہے "لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ" تو اس کے ظاہری معنے (اس قبر والے کو ایذاء نہ دے) مراد نہیں بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کی بے حرمتی نہ کر کیونکہ جس طرح زندہ مسلمان کی عزت کرنا فرض اور بے حرمتی حرام ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کی عزت کرنا فرض اور بے حرمتی حرام ہے۔ اسی واسطے حکم ہے کہ میت کو نیم گرم پانی کے ساتھ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہلاؤ، آرام آرام سے چارپائی پر اُٹھا کر قبرستان کی طرف لے جاؤ، ہچکولے نہ آئیں، قبر کی جگہ کھلی رکھو وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب کچھ احترام میت کیلئے ہے، نہ یہ کہ ان افعال سے میت کو کوئی حسًا تکلیف ہوتی ہے اور دُکھی ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ حدیث جس میں آتا ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ بے حرمتی نہ کرو (ہامش ابی داؤد ص ۱۰۲ ج ۲) اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہڈی توڑنے سے مردہ کو درد ہوتا ہے اور ابن ماجہ ص ۱۱۷ میں تو تصریح "فی الاثم" کی موجود ہے یعنی جیسے زندہ آدمی کی ہڈی توڑنا گناہ ہے ایسے ہی میت کی ہڈی توڑنا بھی گناہ ہے۔

بہرحال یہ امر محقق ہے کہ دنیا کے اعتبار سے وہ سب اموات میں داخل ہیں۔

اب اس عقیدہ کی تائید میں اپنے اساتذہ واکابر کی عبارات پیش کرتا ہوں۔

مفتی اعظم ہند
سیّدی شیخی واستاذی
محمد کفایت اللہؒ کے فتوے

☆ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔ اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاءؑ کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ "انک میت وانهم میتون" اس کی صریح دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ (کفایۃ المفتی ج ۱ ص ۶۸)

☆ ہاں انبیاء علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کو ایک حیات عطا ہوئی ہے جو اولیاء کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے۔ مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی (کفایۃ المفتی ج ۱ ص ۷۷)

☆ جماہیر امۃ محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے؟ یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے۔ وہ حیات، حضور انورؐ پر میت کے اطلاق کے

منافی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضورؐ کو خطاب کر کے فرمایا ہے "انک میت وانھم میتون" اور دوسری جگہ فرمایا ہے " افان مات او قتل "اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجمع صحابہؓ کو خطاب کر کے فرمایا تھا "من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات"۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ (کفایت المفتی ج ا ص ۹۱)

☆اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب تو کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپؐ کی بشریت مع اپنے لوازم جسمانیت وغیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی۔ اور نہ آپؐ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی ہے اور جیسے آپؐ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی ____ الجواب صحیح حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی ____ سکندر دین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

عبدالغفور عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی ____ انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

(کفایت المفتی ص ۱۲۴ ج ۱)

(بحوالہ "الصراط المستقیم فی اثبات الحیات البرزخیہ للنبی الکریمؐ" ص ۱۷۱)
(مؤلفہ شیخ المحقق امام المفسرین علامہ مفتی محمد حسین شاہ نیلوی المتوفی ۲۰۰۶ء)

مفتی دارالعلوم دیوبند
حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰنؒ
کا فتویٰ

سوال ۳۲۲۱: حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ بہر صورت دلیل کیا ہے؟

الجواب: وباللہ التوفیق، سب ہی مرنے والے ہیں "انک میت وانھم میتون" (اور سبھی کو حیاۃِ روحانی حاصل رہتی ہے کیونکہ مدار ثواب وعتاب کا حیاۃِ روحانی پر ہے) جو کہ مسلم ہے۔ پھر اسی حیاۃ روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیاۃ قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مومنین ومومنات کی درجہ بدرجہ۔ اور نصوص، صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق "(الحدیث) او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں ہے: "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ" (الآیہ)۔ پس اس قسم کی تصریح کوئی اولیاء اللہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہونا یاد نہیں ہے لیکن جبکہ شہداء کیلئے حیات کی تصریح ہے اور شہداء بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ کیلئے بھی

تصریح حیات کی ہوگی۔ یایوں کہا جائے کہ جب کہ شہداء کے لئے حیاۃ کی تصریح ہے تو چونکہ اولیاء اللہ بھی بحکم شہداء ہیں بلکہ بعض اولیاء شہداء سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں، جیسے صدیقین کہ وہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے، شہداء سے افضل ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: "اولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین" (الآیۃ)۔ اس آیۃ میں انبیاءؑ کے بعد شہداء سے پہلے صدیقین کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ ترتیب مقتضی افضلیت صدیقین کو شہداء پر ہے، اس لئے اولیاء اللہ کیلئے بھی یہ خاص حیاۃ علیٰ حسب المراتب ثابت ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۷۶)

فائدہ: اور حکیم الامت حضرت مولانا الشاہ اشرف علی التھانوی رحمہ اللہ کا اس موضوع پر مستقل وعظ ہے جس پر آپ نے نظر فرما کر اپنی نگرانی میں طبع فرمایا اور اس کا نام ہی یہ تجویز فرما کر لکھا "المورد الفرخی فی المولد البرزخی"۔ یہ نام خود ہی اپنی وضاحت آپ کر رہا ہے۔ کتاب قابل دید ہے بشرطیکہ اصلی ملے جو ترمیم کردہ بعد والوں کی نہ ہو۔ احقر الثقلین محمد حسین صانہ اللہ عن الشین

اُولٰئِکَ اَسْلَافِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا عَنِیْدُ الْمَجَامِعُ

(حصہ دوم)

عقائد علماء دیوبند

نور اللہ مراقدہم

اور

مسئلہ سماع موتیٰ

۱ ☆ مفسر قرآن بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ نمبر ۲۱ سورہ روم ص ۶۰ میں لکھا ہے: ''مترجم کہتا ہے کہ یہاں ایک مسئلہ ہے کہ مُردے سنتے ہیں یا نہیں سنتے ہیں۔ پس امام شافعی اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ مردہ سنتا ہے اور ان کی حجت وہ حدیث ہے کہ جب بدر کی لڑائی میں ابوجہل وغیرہ کفار مشرکین مارے گئے اور وہ ایک گڑھے میں ڈال دیئے گئے اور تیسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر اس مقام پر تشریف لائے اور خطاب فرمایا کہ ہم نے تو اپنے پروردگار عزوجل کا وعدہ حق پایا اور تم نے بھی آخر وعید عذاب کو سچا پایا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! آپ اس قوم سے خطاب فرماتے ہیں جو گندے مردار ہو چکے۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جو میں کہتا ہوں اس کے سننے میں تم لوگ ان سے بڑھ کر نہیں ہو لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے ہیں (کما فی الصحیح)۔ اور حدیث ابن عباسؓ میں ہے کہ جو کوئی بندہ اپنے بھائی مسلمان کی قبر پر گزرا جس کو دنیا میں پہچانتا تھا پس اس پر سلام کیا تو یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی روح اس میں پھیر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ سلام کا جواب دیتا ہے (رواہ ابن عبدالبر وقال صحیح)۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''فَاِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی'' (پس مردہ نہیں سنتا ہے) اور واقعہ بدر کی حدیث میں حضرت عائشہؓ نے یہ تاویل فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جو بات میں کہتا تھا ان لوگوں نے اب جان لیا۔ قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو آخرت کی زندگی اتنی دیدی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف جوان کے حق میں جھڑکی وملامت تھا، سن لیا۔

اسی واسطے امام ابوحنیفہؒ وصاحبینؒ وتمام فقہائے حنیفہ و جماعت علماء کا یہی قول ہے کہ مردے نہیں سنتے ہیں اور کسی شخص کو یہ طاقت نہیں ہے کہ مردے کو اپنا کلام سنا دے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے چاہے کہ کوئی بات مردہ سنے تو اس کو اپنی قدرت کا اختیار ہے۔ اسی واسطے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر والوں سے کلام کیا تو یہ بوحی الٰہی عزوجل تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے انکو سُنایا۔ اور اسی طرح مردے کا سلام کرنا اور اس کا جواب دینا بقدرت الٰہی عزوجل ہے (اگر اس حدیث ابن عباسؓ کو صحیح تسلیم کریں: نیلوی) حتیٰ کہ سوائے سلام کے کسی دوسری بات کے واسطے ہم کو آگاہ نہیں کیا گیا کہ وہ بھی مردہ سنتا ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ آج کل جو لوگ حنفی مقلد ہیں حتیٰ کہ تقلید کے واسطے دوسروں کی تکفیر تک نوبت پہنچاتے ہیں ان سے نہایت عجب ہے کہ وہ بزرگوں کے مزاروں پر جا کر اپنی باتوں کی داستانیں سناتے ہیں، حالانکہ امام ابوحنیفہؒ و تمام ائمہ حنفیہ سے قاطبۂ مخالف ہے اور اس مقام پر وہ قطعی غیر مقلد بن جاتا ہے۔ پس ان نفس کے بندوں کا ظاہر احال یہ ہے کہ وہ تقویٰ و تدین کے واسطے حنفی نہیں

تھا بلکہ اسلام میں فساد ورخنہ ڈالنے کے لئے کبھی مقلد بنتا ہے اور کبھی غیر مقلد ہو جاتا ہے تا کہ اسلام میں باہم نزاع و پھوٹ ڈالے اور باہمی ائتلاف جو مسلمانوں میں فرض ہے اس کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو ایسی معصیت سے بچائے اور ایمان و اسلام پر ثابت قدم رکھے، آمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین''۔

۲ ☆ حضرت نواب قطب الدین خان صاحب دہلوی مصنف مظاہر حق اپنی تفسیر جامع التفاسیر مطبوعہ نظامی پریس دہلی پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الفاطر ص ۱۱۰ میں لکھتے ہیں:

''تنبیہ: جاننا چاہیے کہ سماعِ اموات میں اگر چہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن مذہب امام اعظمؒ کا اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع ہے بدلیل آیت: ''وَ مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ''۔

۳ ☆ حضرت مولانا خرم علی صاحب رحمہ اللہ نے بھی ''غایۃ الاوطار'' ترجمہ ''درمختار'' میں اسی طرح لکھا ہے (ص نمبر ۲۹۲)۔

۴ ☆ عقائد کی کتاب ''فقہ اکبر'' جسکی نسبت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ص نمبر ۱۵۹ پر لکھا ہے: ''اِنَّ الْمِیِّتَ لَا یَسْمَعُ بَنَفْسِہ'' یعنی اس میں شک نہیں کہ میت بذات خود کچھ نہیں سن سکتا''۔

۵ ☆ سید احمد حسن صاحب امروہی حسینی صابری چشتی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ حضرت شیخ المشائخ مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ کی تصدیق ان الفاظ کے ساتھ فرماتے ہیں:

''فَمَا حَقَّقَهُ الْمُحَقِّقُ الْكَامِلُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِیْهُ و الْفَاضِلُ النَّبِیْهُ شَیْخُ الْوَقْتِ مَوْلٰنَا رَشِیْد احمد اَمْطَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ شَابِیْبَ الرَّحْمَةِ هُوَ الْاَحَقُّ بِالْقُبُوْلِ وَ هُوَ الْاَوْفَقُ بِالْمَذْهَبِ وَ الْاَلْیَقُ بِالْاِفْتَاءِ یعنی جو کچھ عدم سماعت اموات کے متعلق حضرت مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ العزیز الصمد نے تحریر فرمایا ہے اور عدم سماعت اموات مذہب امام اعظمؒ کا ارشاد فرمایا ہے، یہی قول اور یہی مذہب قبول کرنے کے لائق اور قول عدم سماعت اموات کا فتویٰ دینے کا قابل ہے۔''

فائدہ: یاد رہے کہ یہ حضرت سید صاحب رحمہ اللہ براہ راست شاگرد رشید ہیں حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کے اور بہت بڑے عالم اکمل اور فاضل اجل تھے۔ ان کے اولاد امجاد سرگودہا میں آباد ہیں۔ اس فتویٰ پر بہت سے علماء کے دستخط اور مواہیر ثبت ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

مواهیر و دستخط علماءِ دیوبند

۶ ا۔ مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا عدم سماع اموات ہے اور باعتبار روایت ودرایت کے یہی راجح ہے۔ جیسا کہ حضرت رأس المحققین

مولانا رشید احمد محدث گنگوہی کی تحقیق سے ثابت ہے حَیْثُ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔
لہٰذا حسب قاعدہ مرجّح عدم سماع ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ **عزیز الرحمٰن** عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

۲۔ مہر حضرت ملک العلماء سلطان الاتقیاء سرتاج فقہاء ومحدثین حضرت مولانا مولوی **محمود حسن** صاحب (المعروف بہ شیخ الہند) لازالت ارشاداتہ الی قیام القیامۃ باقیۃ۔

۳۔ دستخط مولانا و اولانا حضرت مولوی (سید) **محمد انور شاہ** صاحب (کشمیری) فاضل بے بدل عالم بے مثل سلمہ اللہ۔

مواهیر و دستخط
حضرات علماء کرام و بزرگان عظام
مدرسه مظاهر العلوم سهارنپور

۱۔ الجواب صحیح۔ **عبدالوحید** عفی عنہ

۲۔ دستخط حضرت سلطان المناظرین افضل الفقہاء والمحدثین نائب سید المرسلین حضرت مولانا مولوی **خلیل احمد** صاحب (انبیٹھوی) (مصنف بذل المجہود شرح ابی داؤد) ادام اللہ فیوضہم الصمد۔

۳۔ صح الجواب۔ دستخط مولوی مفتی مولانا **محمد یحییٰ** صاحب خلف الصدق حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل جھنجانوی قدس سرہ العزیز۔

۴۔ الجواب صحیح۔ دستخط مولانا مولوی **عبداللطیف** صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور۔

۵۔ الجواب صحیح۔ **محمد الیاس** صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور (بعد میں تبلیغی جماعت کے بانی ہوئے)۔

۶۔ دستخط مولانا مولوی **ثابت علی** صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور۔

۷۔ دستخط مولانا مولوی **ظفر احمد** صاحب تھانوی

۸۔ دستخط مولانا مولوی **عنایت الٰہی** مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

مواهیر و دستخط علماء کرام
امروهه ضلع مراد آباد

۱۔ دستخط و مہر عمدۃ الخلف بقیۃ السلف عالم اکمل فاضل سید **احمد حسن** صاحب امروہی (ان کی عبارت پہلے درج ہو چکی ہے)۔

۲۔ صح الجواب بلا ارتیاب۔ **محمد عبدالعزیز** مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ

۳۔ الجواب حق والحق بالاتباع۔ **رضا حسن** مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ

۴۔ الجواب صحیح۔ **محمد امین** مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ

مواهیر و دستخط علمائے بریلی

۲۱ ۱۔قد صح ما اجاب شیخ المحدثین مولانا رشید صاحب ۔ **محمد یسین** مہتمم مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی

۲۲ ۲۔میرے نزدیک عدم سماعت کا قول معتمد اور محتاط اور قابل تعامل ہے۔ **محمد اشرف علی** مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی

۲۳ ۳۔واقعی جو جواب حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا واجب التسلیم ہے اور اکثر محققین بھی اسی طرف گئے ہیں اور حضرت مولانا مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ **عبدالکریم** مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی

۲۴ ۴۔الجواب صحیح۔ **حمید الدین**

۲۵ ۵۔الجواب الصحیح۔ **سجاد علی خان** بریلوی

۲۶ ۶۔الجواب صحیح۔ **عبداللہ** عفی عنہ

۲۷ ۷۔الجواب صحیح۔ **عبدالعزیز خان**

۲۸ ۸۔لاریب جمہور حنفیہ کرام کے نزدیک سماع موتی ثابت نہیں ہے۔ **محمود** غفرلہ

مواهیر و دستخط
علماء گلاؤٹھی ضلع بلند شہر

۲۹ ۱۔بمذہب امام اعظم امام الائمہ امام ابوحنیفہؒ سماع موتی ثابت نہیں ہے۔ العبد **غلام نبی** عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر

۳۰ ۲۔الجواب صحیح۔ **محی الدین** مہتمم ومدرس مدرسہ اسلامیہ گلاؤٹھی

۳۱ ۳۔والجواب المذکور حق والحق احق ان یتبع۔ بندہ **کریم بخش** عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر

۳۲ ۴۔دستخط عالم اکمل فاضل اجل جامع المعقول والمنقول مولانا مولوی **ماجد علی** صاحب مدرس مدرسہ قصبہ مینڈھو لازالت انوار شمسیہ طالعۃ علینا الی یوم القیامۃ۔

مواهیر و دستخط علماء شہر میرٹھ

۳۳ ما رقمه لعجیب اللبیب فهو انسب و اصوب واللہ تعالیٰ اعلم۔ **محمد اسحاق** عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ شہر میرٹھ

مواهیر و دستخط علماء ضلع سورت

۳۴ ۱۔**محمد اسحاق** ناظم از مدرسہ تعلیم الدین واقع سورت

۳۵ ۲۔بندہ **محمد احمد** عفی عنہ خادم اہل وطن

۳۶ ۳۔**احمد حسن** مہتمم مدرسہ تعلیم الدین احمد

مواهیر و دستخط علماء
تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

۳۷ دستخط فاضل اجل عالم باعمل مولانا مولوی شاہ **اشرف علی** صاحب تھانوی لازالت انوار شمسیہ طالعۃ الی یوم القیامۃ۔

مواهير و دستخط علماء دهلی

۳۸ ۱۔ما اجاب به خاتم المحققین سند المحدثین مولنٰا رشید احمد المحدث قدس سره هو الاوفق بمذهب حنفیه والراجح بحسب الدلیل واللہ اعلم۔کتبہ العبد المسکین **محمد کفایت اللہ** عفا عنہ مولاہ مدرس المدرسۃ الامینیہ

۳۹ ۲۔حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا جواب بہت درست ہے۔**محمد قاسم** عفا عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی واقع سنہری مسجد دہلی

۴۰ ۳۔الجواب صواب۔**عبداللہ** مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی

۴۱ ۴۔الجواب صحیح۔**انظار حسین** عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

۴۲ ۵۔الجواب صحیح۔**عبدالغنی** عفی عنہ

۴۳ ۶۔الجواب صواب بلاریب۔**ضیاء الحق** عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

۴۴ ۷۔عدم سماعت موتیٰ کو ترجیح ہے۔**محمد عبدالغفور** دہلوی

۴۵ ۸۔ما قال ملک العماء سلطان الاتقیاء زین المفسرین راس المحدثین مولنٰا رشید احمد گنگوهی طاب اللہ ثراه هو الاصح و هو مذهب اکثر مشایخنا رحمهم اللہ تعالیٰ اجمعین۔بندہ **احمد سعید** عفا اللہ عنہ واعظ دہلوی

۴۶ ۹۔الجواب صحیح۔بندہ **ظهیر الدین** عفا اللہ عنہ نگینوی مقیم در مسجد اونچی

محلّہ تیلی واڑہ

۴۷ ۱۰۔ما حکم و اجاب به راس المحدثین تاج الفقهاء و المفسرین مولنٰا رشید احمد علیه الرحمة من اللہ الصمد هو الحق بحسب الدلائل الراجحة هو الاوفق بمذهب الحنفیة والحق احق بالاتباع لان الحق یعلو و لا یعلی حررہ العبد الراجی الیٰ رحمۃ اللہ المنان۔**محمد حبیب الرحمن** عفی عنہ دہلوی

۴۸ ۱۱۔فی الواقع عدم سماع اموات کو مذہب حنفیہ میں ترجیح ہے۔ **محمد عبدالعلی** عفا اللہ عنہ (شیخ الادب و الحدیث مدرسہ عبدالرب کشمیری گیٹ دہلی۔استاذ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی التھانوی۔نیلوی)

۴۹ ۱۲۔الجواب صواب۔**محمد میاں** مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی

۵۰ ۱۳۔ فاضل مجیب نے جس قید کے ساتھ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب کے رسالہ کا جواب دیا نہایت صحیح ہے۔**عبدالسلام** دہلوی

حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ کا فتویٰ

۵۱ حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ اپنے مجموعۃ الفتاویٰ کی ج۴ص۳۳۴ میں تحریر فرماتے ہیں:

''فقہائے حنفیہ مادرین بارہ مختلف اند اکثر قائلِ عدم جواز اند برایں بناء کہ سماعِ موتی ثابت نیست چنانکہ در کتاب الایمان فتح القدیر حاشیہ ہدایہ و در مستخلص شرح کنز و کفایہ شرح ہدایہ و درمختار و دیگر فتاویٰ صراحۃً و اشارۃً نوشتہ است ہر کہ خواہد بہ بیند و واضح باد کہ ہمیں مذہب اکثر فقہاء قابلِ فتویٰ زمانۂ ما است چرا کہ درین احتیاط است۔'' (مجموعۃ الفتاویٰ برخلاصۃ الفتاویٰ)

ترجمہ: ''ہمارے حنفی فقہا اس بارے میں مختلف ہیں۔ اکثر عدم جواز کے قائل ہیں اس لئے کہ سماعِ موتی ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ فتح القدیر و مستخلص و کفایہ و درمختار و دیگر فتاویٰ کے کتاب الایمان میں صراحۃً و اشارۃً لکھا ہے، جو چاہے دیکھ لے۔ واضح ہو کہ یہی مذہب اکثر فقہاء کا ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے لائق ہے کیونکہ اسی میں احتیاط ہے۔''

۵۲ ☆ سراج احمد سہسوانی نے سراج الایمان ص۲۱ میں کہا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور اکثر حنفیہ کے نزدیک سماعِ موتی ثابت نہیں۔

۵۳ ☆ مولوی محمد ابراہیمؒ دہلوی نے کشف المغالطات ص۲ میں کہا کہ حنفی

مذہب میں سماعِ موتی ثابت نہیں۔

۵۴ ☆ عبدالستار محدث دہلویؒ نے تفسیر ص۴۹۷ میں کہا کہ فتح البیان والے نے کہا کہ سماعِ موتی کی نفی کے ظاہر سے تو عموم معلوم ہوتا ہے۔

ایک اشکال اور اسکا جواب

اشکال: ہم تمہارے شائع کردہ ان فتووں کو کیسے تسلیم کر لیں جب مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ میں صاف تمہارے خلاف فتوے لکھے ہوئے موجود ہیں؟

جواب: ہم خود اپنی طرف سے اس سوال کا جواب نہیں دیتے۔ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے امداد المفتین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد دوم ص۸۳ میں جو لکھا ہے وہ یہ ہے:

فتاویٰ دارالعلوم کا پہلا دور ''فتاویٰ رشیدیہ''

الغرض فتاویٰ دارالعلوم کا ابتدائی دور فتاویٰ رشیدیہ سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن نہایت حسرت کا مقام ہے کہ حضرت ممدوح کے فتاویٰ کی نقول محفوظ رکھنے کا شروع میں تو کوئی انتظام ہی نہ تھا، پھر کچھ مختصر اور ناتمام سا انتظام ہوا بھی مگر ان کے ضبط و اشاعت یا حضرت ممدوح کی نظر ثانی کا کوئی موقع نہیں آیا۔ ان کی اشاعت حضرت کی وفات کے بعد مختلف اطراف میں گئے ہوئے خطوط کو جمع کر کے کی گئی اور ان میں ایک اختلاط یہ بھی پیش آ گیا کہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت گنگوہی

قدس سرہ کی ظاہری بینائی نزول ماء سے جاتی رہی تھی (تذکرہ ص۱۰۰ ج۱)۔ خود لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے۔ اس وقت اکثر خطوط اور فتاویٰ کا جواب حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کرتے تھے جن میں کبھی تو حضرت بطورِ املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلا دیا کہ یہ لکھ دیں۔ اس لئے جو استناد و اعتماد کا درجہ حضرت ممدوح کے فتاویٰ کو ہونا چاہیے تھا، اس میں ایک حد تک کمی رہ گئی۔ فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے جو تین حصے شائع ہوئے ان میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن کے متعلق حضرت گنگوہی قدس سرہ کے مخصوص تلامذہ و مریدین و خلفاء حضرات فتاویٰ شائع شدہ فتاویٰ کے خلاف نقل کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں ابتداءً حضرت گنگوہی کا وہی فتویٰ ہو جو شائع ہوا لیکن آخر تک حاضر خدمت رہنے والے اکابر علماء نے جو نقل کیا وہ ہی آخری فتویٰ اور راجح قول شمار ہوگا۔

مثلاً "ربوا فی دار الحرب" کے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قولِ مشہور کے موافق دار الحرب میں سود لینے کو جائز لکھا ہے مگر حضرت گنگوہی قدس سرہ کے متعدد خلفاء اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے بارہا سنا کہ حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ اس باب میں صاحبین اور جمہور کے موافق تھا اور اسی وجہ سے حضرت ممدوح نے حضرت حکیم الامت کے رسالہ تحذیر الاخوان پر دستخط نہیں فرمائے کہ اس کے مضمون سے حضرت کو اختلاف تھا۔

اسی طرح سماع موتیٰ کے مسئلہ میں جو مضمون فتاویٰ رشیدیہ میں طبع ہوا ہے، استاذی وسیدی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی اعظم دار العلوم حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ اس کے خلاف نقل فرماتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

۵۵ ☆ حضرت سحبان الہند احمد سعید صاحبؒ ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند رحمہ اللہ "کشف الرحمٰن" ص۶۵۴ میں فرماتے ہیں: "حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس آیت (ما انت بمسمع من فی القبور) سے مُردے کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے اور یہی اکثر مشائخ حنفیہ کا مسلک ہے"۔ اور ج۲ ص۵۸۰ میں ہے: "مردے میں سننے کی صلاحیت نہیں"۔ اور ج۲ ص۵۸۰ میں یہ بھی ہے: "سویا مرا برابر ہے"۔

۵۶ ☆ حضرت استاذی المکرّم المحترم العلامۃ الفہامۃ العریف الغطریف الامام الہمام القمقام الطمطام اللوذعی الالمعی فقیہ النفس مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ علیہ رحمۃ اللہ نے اپنے فتاویٰ کفایت المفتی ج۴ ص۳۹ میں فرمایا: "مُردے قبروں میں پکارنے والے کی پکار کو نہیں سنتے اور نہ جواب دیتے ہیں"۔

ج۱ ص۲۳۵ میں فرمایا: "یہ کہنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی آنکھوں سے امت کے تمام احوال دیکھتے ہیں، اپنے کانوں سے امت کے تمام اقوال عرض معروض سنتے ہیں، آپؐ کی روح پرفتوح ہر امتی کے مکان میں حاضر رہتی ہے، آپ ہر امتی کے یا رسول اللہ کہہ کر پکارنے کو سنتے ہیں، آپ ہر امتی کے دل

کے پکے اور کچے ارادوں کو دیکھتے اور جانتے ہیں یہ سب بے دلیل باتیں ہیں اور بے شک ان عقائد وخیالات سے صریح شرک لازم آتا ہے۔

۵۷ ☆ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۲۰ میں لکھا: ''وشیخ ابن الہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اکثر مشائخ حنفیہ بر آن اند کہ میت نمی شنود''۔

۵۸ ☆ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری پارہ نمبر ۵ ص ۷۰۴ میں فرماتے ہیں: ''قال ابن التین ....ان الموتیٰ لا یسمعون بلا شک لکن اذا اراد اللّٰہ السماع''۔ ابن التین نے فرمایا کہ مردے بلا شک نہیں سنتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو سنا دے۔

۵۹ ☆ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۲ میں یہی لکھا۔ عون الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ میں بھی یہی لکھا۔

۶۰ ☆ عوارف المعارف ج ۱ ص ۳۸ میں سہروردی نے محمد بن علی بن حسین کا قول لکھا کہ سنانا زندوں کو ہوتا ہے نہ مُردوں کو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وما انت بمسمع من فی القبور''۔

۶۱ ☆ حضرت سید محمود آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی ج ۲۶ ص ۷ میں فرمایا: ''سننا میت کی شان نہیں اور بغیر معجزہ کے میت سے سننا متحقق نہیں ہوتا جیسے بدر کے گڑھے میں پڑے ہوئے مشرکین کے بے جان دھڑوں کا سننا کلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ کے طور پر تھا۔ المیت لیس من شانہ السماع

و لا یتحقق منہ السماع الا معجزۃً کسماع اھل القلیب۔

۶۲ ☆ زمخشری نے کشاف ج ۲ ص ۱۲ میں نیشاپوری نے اپنی تفسیر کے ج ۷ ص ۱۳۷ میں، صاحب جامع البیان نے ص ۱۱۲ میں، بیضاوی نے ج ۷ ص ۱۸۶ میں، فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر کی ج ۴ ص ۵۳ میں اور ابوالسعود نے اپنی تفسیر کے ج ۴ ص ۵۸ میں فرمایا: ''الموتیٰ لا یسمعون'' یعنی مردے نہیں سنتے۔

۶۳ ☆ تفسیر خازنؒ والے نے اپنی تفسیر ج ۲ ص ۱۴ میں لکھا: ''المیت لا یسمع و لا یتکلم'' یعنی میت نہ سنتا ہے اور نہ بولتا ہے۔

۶۴ ☆ امام بغویؒ نے تفسیر معالم التنزیل پارہ ۲۰ ص ۳۰۵ میں لکھا: ''المیت الذی لاسبیل الیٰ سماعہ'' میت کے سننے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

۶۵ ☆ مفسر نسفی حنفیؒ نے مدارک التنزیل ص ۴۰۳ میں کہا کہ قیامت سے پہلے تو مُردے نہیں سنتے۔ واما قبل ذلک فلا۔

۶۶ ☆ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر کے ج ۹ ص ۶۱۵ میں لکھا: ''میت نہ ہل سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے'' ''المیت لا تتحرک ولا تسمع ولا تبصر''۔

۶۷ ☆ قاضی پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری ج ۷ ص ۲۵۳ میں کہا: ''مردے نہیں سنتے لیکن اللہ جب چاہے تو زندوں کا کلام مردوں کو سنا دیوے یہ اس کی مرضی''۔

لکن اللّٰہ یسمع الموتیٰ کلام الاحیاء الی شاء۔

۶۸ ☆ علامہ سفارینیؒ نے بحور زاخرہ میں لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ جو ہمارے حنبلی اکابر اصحاب میں سے ایک بزرگ ہیں اپنی کتاب الجامع الکبیر میں اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے جیسے حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے اور علماء کا ایک گروہ ان کے موافق اور "انک لا تسمع الموتیٰ" ونحوہ دلیل پیش کرتے ہیں (روح المعانی پارہ نمبر۲۱ ص۲۹)۔

۶۹ ☆ علامہ احمد دین بگویؒ نے "دلیل المشرکین" میں کہا کہ منکرین سماع قبر کے پاس قبر والے سے استمداد کے منکر ہیں اور حنفیہ اسی کے قائل ہیں۔ و الحق ان من انکر الاستمداد عند حضور القبر انکر السماع ومن اثبت اثبت والحنفیة قائلون بالاول۔

۷۰ ☆ نظم الدلائل میں ہے کہ قبروں والے چونکہ مردہ ہوتے ہیں اس لئے نہیں سنتے۔ ان الذین فی القبور لا یسمعون بما یکونون موتیٰ۔

۷۱ ☆ فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی رحمہ اللہ کا قول علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری ج۴ ص۲۲۵ میں نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی تو مطلب یہ ہوا کہ جیسے تو مردوں کو نہیں سنا سکتا ایسے ہی مکہ کے کافروں کو تو سمجھا سکتا نہیں۔ ھٰذا مثل ضربہٗ للکفار فکما انک لا تسمع الموتیٰ کذٰلک لا تفقہ کفار مکۃ۔

۷۲ ☆ شہاب الدین خفاجی حنفیؒ نے تفسیر بیضاوی کے حاشیہ ج۷ ص۱۲۸ میں لکھا ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ رحمہم اللہ کا یہ مسلک ہے کہ میت نہیں سنتا۔ واکثر مشایخنا علیٰ ان المیت لا یسمع۔

۷۳ ☆ شاہ محمد اسحاق صاحب محدثؒ دہلوی نے مأتہ مسائل میں فرمایا: "نزد اکثر حنفیہ سماعِ موتی ثابت نیست"۔

۷۴ ☆ علامہ مازریؒ نے فرمایا بعض لوگ ظاہر حدیث کو دیکھ کر میت کے سماع کے قائل ہیں مگر اس میں اشکال یہ ہے کہ بدر کے مشرک مُردوں کا سننا انہیں کے ساتھ مخصوص تھا (طیبی بر حاشیہ بخاری ج۲ ص۵۶۶)۔

۷۵ ☆ شمائم امدادیہ ص۷۲ میں حضرت پیر طریقت قطب عالم حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت "اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتیٰ" میں نفی حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے۔

فائدہ: تو اس فرمان ذی شان سے معلوم ہو گیا کہ مردے اپنے کانوں سے نہیں سنتے نہ اس زبان سے بولتے ہیں اور نہ ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

۷۶ ☆ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ تعالیٰ "الرد علی الاخنائی" ص۲۱۰ میں فرماتے ہیں: "اس بات پر کوئی دلیل موجود نہیں کہ جو شخص حجرہ شریفہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلام کو سنتے ہیں"۔

۷۷ ☆ حافظ ابن عبدالہادیؒ نے الصارم المنکی ص ۹۵ میں فرمایا قبر مبارک سے دور باقی مسجد نبوی میں جو سلام پڑھا جاتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں سنتے۔

۷۸ ☆ فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۴۳۴ میں ہے: ''اما سماع موتی پس ائمہ حنفیہ متفق اند برنفی آن (مردوں کا اہل دنیا کا کلام وسلام وغیرہ سننے کے متعلق تمام حنفیہ کا اس کی نفی پر اتفاق ہے)''۔

۷۹ ☆ فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۳۷۰ میں ہے مردے اجسام بے جان ہوتے ہیں وہ نہیں سنتے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ''انک لا تسمع الموتی'' یعنی تیری آواز مردے نہیں سن سکتے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

۸۰ فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۳۷۱ میں ہے:

''سوال: اولیاء اللہ کے گنبد کے پاس جا کر ان سے دعا کروانا جائز ہے یا نہ؟

جواب: جائز نہیں کیونکہ وہ سنتے نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَ ھُمْ عَنْ دُعَاءِ ھِمْ غَافِلُوْنَ یعنی جن بزرگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ پھر ان سے دعا کیسی اور کیا فائدہ؟''

۸۱ ☆ کفایت المفتی ج ۴ ص ۳۹ کتاب الجنائز میں ہے:

''سوال: (۱)۔۔۔۔(۲) مردے قبروں میں پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں یا کہ نہیں؟

جواب: (۱)۔۔۔۔(۲) مردے قبروں میں پکارنے والے کی پکار کو نہیں سنتے اور نہ جواب دیتے ہیں!

سوال: مردے کو دفن کے بعد تلقین جائز ہے کہ نہیں اور اہل سنت والجماعت کا کیا مسلک ہے اور معتزلہ کا کیا؟

جواب: حنفیہ تو تلقین کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک سماع موتی ثابت نہیں۔ جو لوگ سماع کے قائل ہیں ان کے نزدیک تلقین مفید ہے الخ۔''

نیز لکھا: ''تلقین بعد الدفن حنفیہ کے نزدیک معمولی ومتوارث نہیں ہے اور حنفیہ کے اصول کے ساتھ یہی اوفق ہے''۔

۸۲ ☆ مترجم معجز نما کلام قرآن مجید ص ۵۳۵ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہؒ سماع موتی کے منکر ہیں۔ اور اسی قرآن پاک کے مقدمہ ص ۱۴۱ میں ہے: ''حضرت عائشہؓ و دیگر بعض صحابہؓ اور نیز امام اعظم ابو حنیفہؒ اہل قبور کے سننے کے قائل نہیں ہیں''۔

۸۳ ☆ سید سراج الدین احمد سہسوانیؒ سراج الایمان ص ۶ میں لکھتے ہیں:

''مذہب امام اعظم اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع موتی ہے''۔

۸۴ ☆ کشف المغالطات ص ۱۶ میں ہے: ''مذہب حنفیہ میں سماعت موتی ثابت نہیں ہے''۔

۸۵ ☆ صاحب مظاہر حق نواب قطب الدین صاحب نے جامع التفاسیر سورہ

فاطر ص ۱۱۰ میں لکھا ہے: ''مذہب امام اعظمؒ اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع ہے بدلیل آیت ''انک لا تسمع الموتی''۔

۸۶ ☆حضرت مولانا عابد الرحمٰن صاحب صدیقی مترجم صحیح مسلم شریف نے ج ۱ ص ۸۲۷ کتاب الزکوٰۃ کے باب ''وصول ثواب الصدقۃ عن المیت الیہ'' کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اکثر علمائے حنفیہ کے نزدیک سماع موتی ثابت نہیں چنانچہ کافی شرح وافی، فتح القدیر، عینی شرح کنز، اور کفایہ شرح ہدایہ میں یہ امور صراحۃً مذکور ہیں۔ اس کے علاوہ اور کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔''

۸۷ ☆مولانا محمد عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ مسمّٰی بہ مجموعۃ الفتاویٰ (برہامش خلاصۃ الفتاویٰ) ج ۴ ص ۳۴۴ میں لکھا ہے: ''فقہاء حنفیہ مادریں بارہ مختلف اند اکثر قائل عدم جواز اند براین بناء کہ سماع موتی ثابت نیست چنانچہ در کتاب الایمان فتح القدیر حاشیہ ہدایہ و در مستخلص شرح کنز و کفایہ شرح ہدایہ و در مختار و دیگر فتاویٰ صراحۃً و اشارۃً نوشتہ است ہر کہ خواہد بہ بیند۔ و واضح باد کہ ہمیں مذہب اکثر فقہاء قابل فتویٰ زمانہ ما است چرا کہ درین احتیاط ست''

یعنی مسئلہ تلقین کے بارے ہمارے فقہاء حنفیہ باہم مختلف ہیں۔ اکثر ناجائز کہتے ہیں اس لئے کہ سماع موتی ثابت نہیں ہے جیسے فتح القدیر، مستخلص، کفایہ، درمختار، اور دوسرے فتاووں میں صراحۃً اشارۃً لکھا ہے دیکھا جا سکتا ہے اور واضح رہے

اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے قابل ہے کیونکہ اسی میں احتیاط ہے۔

۸۸ ☆مولوی فیض عالم نے ''وجیز الصراط'' ص ۱۳۹ میں لکھا ہے: ''و بیشک میت را بحواس دنیاوی ظاہری مع اجتماع الروح والجسد حیاتے و سماع نیست''۔ بیشک میت کو دنیاوی ظاہری حواس کے ساتھ جو روح اور جسم کے اکٹھا ہونے کے ساتھ ہوتے ہیں نہ کوئی حیات ہے اور نہ ہی کوئی سماع ہے۔

۸۹ ☆مولانا سید امیر علیؒ نے عین الہدایہ کتاب الجنائز میں لکھا ہے: ''بالاتفاق ائمہ و مشائخ حنفیہ کے نزدیک مردہ بدلیل نص قرآنی نہیں سنتے ہیں اور عموم نص کی تخصیص کے واسطے قطعی دلیل چاہئے اور جو حدیث ذکر کی ہے اگر وہ صحیح ہوتی تو اس (نص قرآنی) کے برابر نہ ہوتی حالانکہ اس کی صحت اسناد میں ہنوز کلام باقی ہے۔ پس قبر کی تلقین خلاف مذہب ہے''۔

۹۰ ☆امام اولیاء حمید الدین ناگوریؒ اپنی کتاب التوشیح میں فرماتے ہیں:

''منهم الذين يدعون الانبياء و الاولياء عند الحوائج والمصائب باعتقاد ان ارواحهم تسمع النداء و تعلم الحوائج ذلك شرك قبيح وجهل صريح''۔ قال اللہ تعالیٰ **''ومن اضل ممن يدعو من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيمة وهم عن دعاءهم غافلون''**

یعنی بعض وہ ہیں جو حاجات و مصائب کے وقت نبیوں اور ولیوں کو یہ عقیدہ رکھ کر

پکارتے ہیں کہ ان نبیوں اور ولیوں کی روحیں ہماری پکار سنتی ہیں اور ہماری حاجات کو جانتی ہیں۔ یہ تو قبیح شرک اور صریح نادانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسے کو پکارے جو اس کی پکار کا جواب روز قیامت تک نہ دے سکیں اور جواب دینا تو درکنار ان کو تو ان کی دعاء تک کی بھی خبر نہیں''۔

٩١ ☆ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ ہند محشی مولانا ظفیر الدین دیوبندی ج ۵ ص ۴٦٧ میں ہے: ''اور یہ مسئلہ جان لیں کہ قرآن شریف میں سماع موتیٰ کا انکار کیا گیا ہے۔ لہذا احدیث شریف میں تاویل کرنا مناسب ہے''۔

اور ص ۴۴۱ میں ہے: ''سماع موتیٰ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ حنفیہ سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کا یہی مذہب ہے اور آیات قرآنیہ اس پر دال ہیں''۔

اور ص ۴۳۸ میں ہے: ''اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتیٰ'' وغیرہ نصوص سے عدم سماع موتیٰ ظاہر ہے۔ فَاِنَّ عَدَمَ الۡاِسۡمَاعِ یَسۡتَلۡزِمُ عَدَمَ السِّمَاعِ وَهُوَ قَوۡلُ مُحَقِّقِی الۡحَنۡفِیَةِ، فقط۔

اور ص ۴۴۴ میں مولانا ظفیر الدین صاحب دیوبندی نے شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹ کا حوالہ دے کر لکھا: ''لِاَنَّ الۡمَیِّتَ لَا یَسۡمَعُ بَنفۡسِهٖ وَالۡقُرۡبُ وَالۡبُعۡدُ سَوَاءٌ'' (یعنی میت تو خود نہیں سنتا ہے، نزدیک سے اسے بلانا اور دور سے بلانا

یکساں ہے کسی حال میں میت نہیں سنتا)۔

٩٢ ☆ فتاویٰ دارالعلوم عزیز الفتاویٰ دیوبند شائع شدہ دارالمفتی ماہ صفر ۱۳۵٦ھ ص ۱۴ ج ۳:

''سماع موتی ابو حنیفہؒ کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔۔۔۔ فقط عزیز الرحمٰن عفی عنہ''

٩٣ ☆ عزیز الفتاویٰ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند شائع شدہ دارالمفتی ماہ ذی الحجہ ۱۳۵٦ھ ج ۳ ص ٩٦: ''یہ واضح رہے کہ حد سے زیادہ جو امر تجاوز کرتا ہے وہ ممنوع ہو جاتا ہے جیسا کہ تعظیم قبور کا رواج ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ ان پر غلاف اور چادریں ڈالی جاتی ہیں۔ اور یہ امور اکثر مفضی و دواعیِ الی الشرک ہو جاتے ہیں کما ہو مشاہد۔ اور سماعِ میّت ثابت نہیں ہے بلکہ عدمِ سماع پر نصِ قطعی وارد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: **''وما انت بمسمع من فی القبور وقال تعالی انک لا تسمع الموتی وقد اجاب فی الفتح و غیرہ عن الحدیث الوارد فیہ ای حدیث اھل قلیب بدر و اوّلوا حدیث سماع قرع النعال بانہ مخصوص بادل الوضع فی القبر''**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

٩٤ ☆ صاحبِ روح المعانی سید محمود الآلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحب زادہ حضرت سید نعمان بن محمود الآلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے عدمِ سماعِ اموات پر مستقل

رسالہ لکھا جس کا نام ہے''الآیات البینات فی عدم سماع الاموات عندالائمۃ الحنفیۃ السادات''۔ وہ قابل دید ہے اس کا مطالعہ کرنے سے شکوک زائل ہو جاتے ہیں، باذنہ تعالیٰ۔ بشرطیکہ تعصب کو بالائے طاق رکھا جائے۔

۹۵ ☆ مولنٰا خرم علی صاحب اور مولنٰا محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ درمختار کے ترجمہ غایۃ الاوطار ج۲ ص۴۴۵ میں فرماتے ہیں:

''میت محل ایلام اور تادیب نہیں۔ اور میت کو جو عذاب قبر میں ہوتا ہے تو اس کو جمہور علماء کے نزدیک زندگی عطا ہوتی ہے بقدر دریافت کرنے درد کے۔ اور بدن کا ثابت رَہنا اہل سنت کے نزدیک شرط نہیں۔ بلکہ اجزاء متفرقہ میں ایسی حیات عطا ہوتی ہے جو آنکھ سے معلوم نہیں ہوسکتی۔۔۔۔۔

اور کلام سے غرض اِفہام ہے اور موت اس کے منافی ہے اور دخول سے مراد یا اکرام ہے یا اہانت یا زیارت۔ اور بعد موت کے یہ کوئی بات حاصل نہیں۔''

۹۶ ☆ اور فتح القدیر میں مذکور ہے کہ''میت کو سماعت نہیں، تو فَہم بھی نہیں اور بعد موت کے میت کی قبر کی زیارت ہوتی ہے نہ میّت کی۔ اور یہ جو صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے مقتولوں کی لاشوں کو کنوئیں میں ڈلوا کر ان سے فرمایا کہ جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا یعنی شکستِ کفار، اس کو تم نے سچ پایا۔ عمر فاروق ؓ نے کہا'' آپ مُردوں سے کلام کرتے ہیں یارسول اللہ! تو فرمایا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے

کہ تم ان سے زیادہ تر نہیں سنتے ہو''اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی معارض صحیح بخاری میں دوسری حدیث ثابت ہے کہ عائشہ صدیقہ ؓ نے اس روایت کو قرآن مجید کی دو آیتوں سے رد کیا۔ اول آیت یہ ہے کہ''**مآ انت بمسمع من فی القبور**'' یعنی تو سنا نہیں سکتا ان کو جو قبروں میں ہیں۔ اور ثانی آیت یہ ہے کہ ''**فانک لا تسمع الموتی**'' یعنی مقرر تو سنا نہیں سکتا مردوں کو۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کلام بطریق ضرب المثل تھا زندوں کی نصیحت کے واسطے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے منقول ہے کہ قبرستان میں جا کر فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے نکاح ہوگئے اور تمہارے مال تقسیم ہو گئے اور تمہارے مکانات میں اور لوگ ساکن ہوئے۔ یہ خبر تمہاری ہے ہمارے پاس، ہماری خبر تمہارے پاس کیا ہے۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ تکلم اور سماع ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کی وجہ سے بنابر اعجاز کے تاکہ کافروں کو حسرت زیادہ ہو۔ اور وہ جو صحیح مسلم میں حدیث مرفوع ہے کہ میت جوتیوں کی آواز سنتا ہے جب لوگ اس کو دفن کر کے پھرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداءً دفن کا یہ سماع اور فہم مقدمہ ہے جو ابدہی سوال منکر اور نکیر کا۔ اس خصوصیت کی وجہ یہ ہے تاکہ حدیث اور آیتوں کے مضمون میں اتفاق ہو جائے تعارض نہ باقی رہے۔ اس واسطے کہ دونوں عدم سماع موتیٰ کی مفید ہیں''(انتہی کلام الفتح)۔

۹۷ ☆ نہر الفائق میں کہا کہ جواب ثالث نہایت خوب جواب ہے یعنی حضرت

کا تکلم اور اسماع بطریقہ معجزہ تھا، تو اس سے عموم سماع موتی ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ بنا بر اعجاز کے حضرت سے شجر اور حجر نے بھی کلام کیا ہے حالانکہ شجر اور حجر محل کلام نہیں۔" شیخ سعدیؒ کا شعر:

اور صحیح مسلم کی روایت کے جواب کی تقویت دوسری حدیث صحیح سے ہو سکتی ہے کہ جب منکر اور نکیر مومن سے جواب معقول سنتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں "نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ" یعنی اب آرام سے سو جیسے دولہا سوتا ہے۔ ظاہراً یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مومن کامل عالم سے غافل ہو جاتا ہے جیسے سوتا آدمی غافل ہوتا ہے اور کلام نہیں سنتا۔

بالجملہ ہم لوگ اہل تقلید ہیں پایہ اجتہاد کا نہیں رکھتے۔ پھر جن فقہاء کے ہم مقلد ہیں جب ان کے نصوص سے ثابت ہوا کہ میت کو فہم اور سماع نہیں تو اس میں زیادہ گفتگو اور تفتیش کرنا بے موقع ہے۔ واللہ اعلم"

چودہ صدیوں میں عدم سماع موتیٰ کے قائلین کے اسمائے گرامی

لے انک لا تسمع الموتیٰ / وما انت بمسمع من فی القبور / ان تدعوھم لا یسمعوا دعاء کم و لو سمعوا ما استجابوا لکم.

(قرآن مجید)

مذہب صحابہ کرامؓ

کوئی صحابیؓ مطلق سماع موتی کا قائل نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

(۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

☆ ان کا مذہب تھا کہ قبروں والوں نے مرنے سے پہلے جو سنا تھا وہ اسکو مرنے کے بعد سمجھتے ہیں اور مرنے کے بعد وہ اہل دنیا کی باتیں نہیں سنتے۔

(عینی شرح بخاری ج۴ ص۲۲۴)

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے "انک لا تسمع الموتیٰ" کو حقیقت پر محمول کیا۔ آیت کو اصل قرار دے کر فرمان نبیؐ (ما انتم باسمع لما اقول لھم الآن) میں تاویل کی۔ (فتح الباری ج۷ ص۲۴۳)

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مذہب عدم سماع اموات کا ہے اور علماء کا بہت بڑا گروہ اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافق ہے۔

(الجور الذاخرة للسفارینی بحوالہ روح المعانی پارہ ۲۱ صفحہ ۲۹)

☆منکرین سماع موتی جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ و ابن عباسؓ اور امام اعظمؒ ہیں، "انک لا تسمع الموتی" سے استدلال کرتے ہیں۔

(الکوکب الدری ج ا ص ۳۱۹ گنگوہیؒ)

☆حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس آیت (**فانک لا تسمع الموتیٰ**) سے مردے کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے اور یہی اکثر مشائخ حنفیہ کا مسلک ہے۔ (کشف الرحمٰن ص ۶۵۴)

☆ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہی مؤقف ہے اور اسی مؤقف کو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اور آپکے تلامذہ نے اپنایا۔ (احمد رضا خان امام البریلویہ)

☆مسلک حضرت عائشہؓ کا مثل طریقہ امام اعظمؒ کے ہے۔

(مفتی دیوبند عزیز الرحمٰن و مترجم معجز نما قرآن مجید)

(۲) امیر المؤمنین خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطابؓ (مسند احمد بن حنبل)

(۳) امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ (در منثور للسیوطی، سورۃ الفاطر)

(۴) حضرت سلمۃؓ بن یزید

☆شعر

الم تعلمی ان لست ما عشت لا قیا

اخی اذ اتیٰ من دون او صاله القبر

کیا تو نہیں جانتی کہ اب میں اپنے بھائی سے ملنے والا نہیں ہوں کیونکہ اس

کے اعضاء اور مجھ میں قبر حائل ہوگئی ہے۔

(الاصابہ لابن اثیرؒ ج ۲ ص ۷۹ و دیوان حماسہ ص ۱۸۶)

(۵) حضرت نہار بن توسعہ عبدیؒ

☆شعر

و لیاتین علیک یوم مرة

یبکیٰ علیک مقنعا لا تسمع

بخدا تجھ پر بھی یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ تجھ پر رویا جائے گا جبکہ تمہارا منہ ڈھکا ہوا ہوگا اور تو کچھ نہ سن سکے گا۔

(الاصابہ لابن اثیرؒ ج ۳ ص ۵۷۵ و دیوان حماسہ ص ۲۵۱)

(۶) حضرت قتیلہؓ زوجہ نضر بن حارث عبدری

☆شعر

فلیسمعن النضر ان نادیتهٗ

ان کان یسمع میت او ینطقٗ

اگر کوئی مردہ بولتا یا سنتا ہے تو نضر بن حارث بھی ضرور سنے گا، اگر تو اس کو آواز دے گا اور سن کر تیرے سلام کا جواب دے گا۔ (دیوان حماسہ ص ۲۵۳)

فائدہ: قتیلہ نے نبی کریمؐ کے سامنے یہ شعر پڑھا، آپؐ نے اس پر کوئی تنقید نہیں فرمائی۔ اگر خلاف شرع ہوتا تو آپ ٹوک دیتے۔

(۷) حضرت عمرو بن عاصؓ

ترجمہ: ☆ان کے برادر ہشام شہید ہو گئے ۔ مجاہدین جھجکے کہ اگر ہم رومیوں کو مارنے کے لئے آگے بڑھیں تو ہشام کو گھوڑے روند ڈالیں گے تو عمرو بن العاصؓ نے کہا: ''ہشام تو شہید ہو چکا ہے اور اس کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور یہ جو پڑا ہوا تم دیکھ رہے ہو یہ تو بے جان لاش ہے، اس کے روندے جانے سے مت گھبراؤ''۔ مجاہد سن کر آگے بڑھے، لاش روندی گئی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

(شرح الصدور للعلامہ سیوطیؒ)

(۸) حضرت جابر بن عبداللہؓ

☆ آپ کی وفات کا وقت مدینہ میں آ گیا۔ ان کا شاگرد کہنے لگا: ''میرا اسلام رسول اللہ ﷺ کو عرض کر دینا''۔ (فائدہ: معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی قبر کے پاس نہیں سنتے ورنہ آپؓ کا شاگرد محمد بن منکدرؒ قبر مبارک پر کھڑے ہو کر براہ راست آپ ﷺ کو سلام کہہ دیتا اور حضرت جابرؓ بھی فرما دیتے کہ خود ہی قبر پر جا کر سلام کر۔)

(مشکوٰۃ ص ۱۴۳)

(۹) حضرت نابغہ جعدیؓ

☆شعر

فیا قبر النبی و صاحبیه
الا یا غوثنا لو تسمعونا

اے نبی ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبرو! اگر تم تینوں ہستیاں سنتی ہوتیں تو ہم آپ کے آگے فریاد کرتے مگر آپ تو سنتے نہیں اب فریاد کس کے آگے کروں؟

(کلام الملوک)

(۱۰) حضرت کعبؓ (ابو عبدالرحمٰن)

(۱۱) حضرت ام بشرؓ

☆ حضرت کعبؓ قریب الموت تھے ۔ ام بشرؓ نے کہا فلاں بندے کو میرا سلام کہہ دینا تو کعبؓ نے فرمایا کہ میں وہاں جزا سزا کے چکر میں ہوں گا، ملاقات کیسے ہو گی؟ ام بشرؓ نے کہا آپ نے نبی پاک ﷺ کی زبانی نہیں سنا کہ فرمایا: ''مؤمنین کی روحیں سبز پرندوں میں رہ کر جنت کا پھل کھاتی ہیں اور آپس میں ملاقاتیں بھی کرتی ہیں''۔ فرمایا کہ ہاں یہ تو سنا۔ کہنے لگیں بس پھر میرا اسلام کہہ دینا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۴۳)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (شرح الصدور ص ۹۳)

(۱۳) خالد بن سعدانؒ (شرح الصدور)

تابعینؒ

(۱) حضرت قتادہؒ

☆ قلیب بدر والی حدیث میں تاویل کی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۶)

(۲) حضرت محمد باقر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

☆فا لاسماع للاحیاء لا للاموات قال اللّٰہ تعالیٰ:"و ما انت بمسمع من فی القبور"۔

(عوارف المعارف برہامش احیاء العلوم ج۱ص۳۸، عمدۃ القاری ج۴ص۲۵۵)

(۳) حضرت خلفؒ بن خلیفہ (تابعی)

☆شعر

کفی الھجر انا لم یضح لک امرنا
و لم یاتنا عما لدیک یقین

(دیوان حماسہ ص۱۵۳، کلام الملوک)

(۴) حضرت طریف بن ابی وہب عبسیؒ

☆شعر

فان الذی تبکین قد حال دونہ
تراب و زوراء المقام دحول

(حماسہ ص۱۸۴)

(۵) حضرت ارطاۃ بن سہیہ

☆شعر

عن الدھر فاصفح انہ غیر معتب
و فی غیر من قدوارت الارض فاطمع

(الاصابہ ج۱ص۱۰۱، حماسہ ص۱۵۴)

(۶) زین العابدین علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب (مصنف بن ابی شیبہ)

(۷) جریر بن عطیہؒ (دیوان حماسہ ص۱۵۳)

(۸) محمد بن منکدرؒ (مشکوٰۃ) ص۱۴۲

(۹) خالد بن معدانؒ

ائمہ مجتہدینؒ

(۱) امام ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابت (کوکب الدری، کشف الرحمٰن، سراج الایمان ص۱۶، فتاویٰ غرائب، تفہیم المسائل، اربعین، فتویٰ عدم جواز یا شیخ)

(۲) امام شافعیؒ (المغنی لابن قدامہؒ ج۸ص۸۲۰)

(۳) امام احمد بن حنبلؒ (المغنی لابن قدامہؒ ج۸ص۸۲۰)

(۴) امام محمد بن حسن شیبانیؒ (جامع صغیر)

(۵) محمد بن علی الباقر

☆کلام النبی بالموتیٰ خصوصیۃ۔ (عینی جلد۴ص۳۵۵)

فقہائے کرامؒ و کتب حنفیہؒ

(۱) علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل "صاحب ہدایہ" (ہدایہ صفحہ ۱۵۸، ۴۸۴)

(۲) صاحب فتاویٰ بزازیہ

(۳) اصحاب فتاویٰ عالمگیریہ (ص۲۸۶)

(۴) صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (ج۲ص۱۴۲)

(۵)طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح (ص ۳۲۶)

(۶)صاحب الکافی شرح وافی علامہ نسفی (بحوالہ بہجۃ المحافل ج اص ۱۸۷)

(۷)صاحب فتح القدیر (ج اص ۴۴۶، ۴۴۷)

(۸)صاحب المستخلص (شرح کنز ص ۱۷۸)

(۹)صاحب المغنی ابن قدامہ (ص ۵۷)

(۱۰)صاحب جامع الرموز (ج اص ۱۲۳)

(۱۱)صاحب کفایہ (ج اص ۶۸، ج ۲ص ۴۶۲)

(۱۲)شارح مختصر الوقایہ (ص ۳۵۹)

(۱۳)عینی (ص ۱۰۷۱)

(۱۴)ابن نجیم صاحب البحر الرائق (ج ۴ص ۳۶۳)

(۱۵)صاحب مجمع الانہر (ج اص ۴۵۵)

(۱۶)صاحب مراقی الفلاح (شرح نور الایضاح ص ۳۲۸، ۳۳۶)

(۱۷)شامی ابن عابدین (ج ۳ص ۲۰۱)

(۱۸)فقیہ ابو اللیث (عمدۃ القاری ج ۴ص ۲۲۵)

(۱۹)صاحب العنایہ (ج ۴ص ۴۶۰)

(۲۰)سید نعمان بن سید محمود آلوسی ''صاحب الآیات البینات''

(۲۱)عبد الحکیم دمشقی ''صاحب کشف الحقائق'' (شرح کنز ص ۲۷۵)

(۲۲)صاحب النہر الفائق

(۲۳)صاحب بہجۃ المحافل (ص ۱۸۷)

(۲۴)ملا مسکین شرح کنز (ص ۳۴۲)

(۲۵)ابو سعود محشیٰ بر شرح ملا مسکین

(۲۶)صاحب مجموعہ رسائل (ص ۳۸۵)

(۲۷)عبد الحیٔ لکھنوی (مجموعۃ الفتاویٰ ج اص ۴۷۲)

☆ واضح بعد کہ ہمیں مذہب اکثر فقہائے قابل فتویٰ زمانہ ما است۔

(۲۸)علامہ زیلعی

(۲۹)صاحب الفصول فی علم الاصول

(۳۰)صاحب الاصول الشاشی

(۳۱)صاحب نظم الدلائل

(۳۲)شرنبلالی حسن بن عمار بن علی ''صاحب مراقی الفلاح'' (ص ۳۳۶)

(۳۳)قاضی خان صاحب الفتاویٰ

(۳۴)صاحب فتاویٰ سراجیہ

(۳۵)صاحب فتاویٰ غرائب (قلمی)

(۳۶)عبد الرحیم ''صاحب فصول عمادیہ''

(۳۷)صاحب فتاویٰ امداد المفتین مطبوعہ کراچی (ج اص ۲۹۱، ۲۹۲)

(۳۸) طحطاوی شرح مراقی الفلاح (حاشیہ درمختار ج ۲ ص ۳۸۱، ۳۸۲)

(۳۹) جامع صغیر

(۴۰) ردالمختار

(۴۱) خرم علی، محمد احسن صدیقی شارح درمختار (غایۃ الاوطار ج ۲ ص ۴۴۵)

(۴۲) دررالاحکام شرح عزرالاحکام (ص ٦٦)

(۴۳) ابن تین (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۲)

(۴۴) شاہ محمد اسحاق دہلویؒ (مائۃ مسائل ص ۴٦)

علمائے عقائد

(۱) ملا علی قاریؒ (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹)

☆ان المیت لا یسمع بنفسہ۔

(۲) علامہ تفتازانی (شرح المقاصد ج ۲ ص ۳۳)

☆لا نزاع فی ان المیت لا یسمع۔

(۳) میر سید سند (شرح المواقف ج ۴ ص ۱٦۳)

☆لا نزاع فی ان المیت لا یسمع.

(۴) احمد دین بگوی تلمیذ شاہ اسحاق (دلیل المشرکین قلمی)

(۵) سراج الدین (سراج الایمان ص ٦)

(٦) شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ (صراط مستقیم ص ۵۱، ۵۲)

(۷) بحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنویؒ

مفسرین

(۱) شہاب الدین خفاجی بر بیضاوی (ج ۷ ص ۱۲۸)

☆اکثر مشایخنا علی ان المیت لا یسمع۔ یعنی ہمارے اکثر مشائخ اسی مسلک پر ہیں کہ مردہ نہیں سنتا۔

(۲) امام رازی در تفسیر کبیر (ج ٦ ص ۱۰۴، ج ۷ ص ۳۹)

☆و المیت لا یدرک شیئا۔ مردے کو کسی چیز کا ادراک نہیں ہوتا۔

(۳) علامہ زمخشری (کشاف ج ۲ ص ۱۲)

☆الموتیٰ لا یسمعون۔ مردے نہیں سنتے۔

(۴) نیشاپوری (تفسیر نیشاپوری ج ۷ ص ۱۳۷)

☆الموتیٰ لا یسمعون۔ مردے نہیں سنتے۔

(۵) جامع البیان (ص ۱۱۲)

☆الموتیٰ لا یسمعون۔ مردے نہیں سنتے۔

(٦) تفسیر بیضاوی (پارہ ۷ ص ۱۸٦)

(۷) تفسیر ابوالسعود (ج ۴ ص ۵۸)

☆الموتیٰ لا یسمعون۔ مردے نہیں سنتے۔

(۸) تفسیر خازن (ج ۲ ص ۱۴)

☆ان المیت لا یسمع و لا یتکلم۔اس میں کچھ شک نہیں کہ میت نہ سنتا ہے اور نہ بولتا ہے۔

(۹)امام بغوی (تفسیر معالم التنزیل پارہ ۲۰ ص ۳۰۵)

☆المیت الذی لا سبیل الیٰ سماعه۔میت وہی جس کے سننے کی کوئی صورت نہیں۔

(۱۰)امام نسفی حنفیؒ (مدارک التنزیل ص ۴۰۳)

☆و اما قبل ذالک فلا۔قیامت سے پہلے پہلے تو میت نہیں سن سکتا۔

(۱۱)تفسیر ابن کثیر (ج ۹ ص ۶۱۵)

☆لا تتحرک و لا تسمع و لا تبصر۔مردے نہ تو حرکت کرتے ہیں، نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں۔

(۱۲)علامہ سید آلوسی (روح المعانی ج ۲۶ ص ۷)

☆المیت لیس من شانه السماع و لا یتحقق منه السماع الا معجزة کسماع اهل القلیب۔یعنی میت کا کام سننا نہیں اور نہ سننا اس سے متحقق ہوسکتا ہے مگر معجزے کے طور پر جیسا کہ قلیب بدر کا سننا۔

☆ففیه تنبیه قوی علی ان الاصل فی الموتیٰ انهم لا یسمعون۔(ج ۶ ص ۴۵۵)

(۱۳)ابن جریر (ج ۷ ص ۱۱۰)

☆الموتیٰ الذین لا یسمعون صوتا و لا یعقلون دعاء و لا یفقهون قولا۔مردے جو نہ آواز سنتے ہیں اور نہ کوئی پکار سمجھتے اور نہ کوئی بات سمجھتے ہیں۔

(۱۴)صاحب قاموس (تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس پارہ ۹ ص ۶۸۷)

☆لا یسمعوا و لا یجیبوا لانهم اموت غیر احیاء۔وہ نہ سنتے اور نہ جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ بے جان ہیں، جاندار نہیں۔

(۱۵)ابن جزی کلبی محمد بن احمد

(تفسیر کتاب التسہیل لعلوم التنزیل ج ۳ ص ۱۹۶)

☆النائم کا لمیت فی کونه لا یبصر و لا یسمع۔سویا ہوا نہ دیکھنے اور نہ سننے میں مردے کی طرح ہے۔

(۱۶)صاحب فتح البیان

☆ سماع موتی کی نفی کے ظاہر سے تو عموم معلوم ہوتا ہے۔

(۱۷)عبد الستار محدث دہلوی (ص ۴۹۷)

☆ سماع موتی کی نفی کے ظاہر سے تو عموم معلوم ہوتا ہے۔

(۱۸)محمد بشیر الدین قنوجی تلمیذ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکی

(تفہیم المسائل ص ۹۲)

(۱۹)تفسیر جامع القرآن

☆**الکفار کالموتیٰ لا یسمعون**۔ کفار مردوں کی طرح ہیں، نہیں سنتے۔

(۲۰)ابن حیان اندلسیؒ (تفسیر البحر المحیط ج۴ص۱۱۷، ۱۱۸)

☆کفار کو موتی سے اس لئے تشبیہ دی کہ میت روح سے خالی ہوتی ہے۔

(۲۱)جمل بر جلالین (پارہ۲۴ص۶۰۳)

☆موت کی حالت میں توفی النفس کی صورت یہ ہے کہ موت پیدا کرتا ہے اور ہر قسم کی حس کلی طور پر زائل کر دیتا ہے۔

(۲۲)قرطبی (ص۵۴۱۸)

☆**لا یسمعوا دعاء کم/لانها جمادات لا تبصر و لا تسمع**۔
وہ پکار نہیں سنتے کیونکہ وہ جماد کی طرح ہیں، نہ دیکھتے ہیں، نہ سنتے ہیں۔

(۲۳)محمد علی صابونی (صفوۃ التفاسیر پارہ۲۴ص۸۲)

☆**فیمسک ای فلا یردها الی البدن/لان نائم کالمیت فی کونه لا یسمع و لا یبصر**۔

(۲۴)نواب قطب الدین دہلوی (جامع التفاسیر سورۃ الفاطر ص۱۱۰)

☆مذہب امام اعظمؒ اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع ہے یہ دلیل آیت "**انک لا تسمع الموتیٰ**"۔

(۲۵)تفسیر مراغی (پارہ۲۴ص۱۱)

☆موت کے ساتھ قبض روح ہوتا ہے تو جسم سے اس کا تصرف کرنے والا تعلق کٹ جاتا ہے۔

روح کا قیامت (صور پھونکا جانے سے پہلے پہلے) واپس جسم عنصری کی طرف نہ آنے پر چالیس حوالے آگے درج ہیں۔

(۲۶)مہائمی (تفسیر تبصیر الرحمان ج۲ص۱۰۹)

(۲۷)ذوالفقار احمد (ترجمان القرآن ج۲۲ص۱۰۹)

(۲۸)صاحب الانموذج الجلیل (ص۹۴)

(۲۹)عبدالحق بن غالب بن عطیہ محاربی غرناطی (قرطبی ج۱۳ص۲۳۲)

(۳۰)قاضی ثناء اللہ پانی پتی (تفسیر مظہری ج۷ص۲۵۳)

(۳۱)سیوطی (تفسیر جلالین ص۱۱۲)

(۳۲)شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (موضح القرآن)

☆قبر میں پڑا دھڑ وہ نہیں سنتا۔

(۳۳)سید امیر علی ملیح آبادی (تفسیر مواہب الرحمان)

(۳۴)بیان القرآن از حکیم الامت اشرف علی تھانوی (پارہ۲۰ص۸۴)

☆مردہ حقیقی جسد ہے وہ نہیں سنتا

(۳۵)علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فوائد عثمانی ص۵۳۱)

☆جن احادیث میں مردے سے خطاب کیا گیا ہے وہاں قبر میں پڑا ہوا دھڑ مراد نہیں۔

(۳۶) الاکمل (بحوالہ تفہیم المسائل)

(۳۷) علامہ سکاکیؒ

(۳۸) قاضی ابویعلیٰ حنبلی (روح المعانی پارہ ۳۰ ص ۲۹)

☆راجح عدم سماع ہے۔

محدثینؒ

(۱) قتادہ (فتح الباری کتاب المغازی ج ۸ ص ۳۰۵)

☆مردے مردہ ہونے کے حالت میں نہیں سن سکتے۔

(۲) بیہقی

☆مردے مردہ ہونے کے حالت میں نہیں سن سکتے۔

(۳) تورپشتیؒ

☆ان المانع من العرض والسماع هو الموت۔

(۴) طیبیؒ (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۵۶۶)

☆ان المانع من العرض والسماع هو الموت۔

(۵) مدارج النبوۃ (ج ۲ ص ۱۲۰)

☆اکثر مشائخ حنفیہ برآن اند کہ میت نہ شنود

(۶) ابی (شرح صحیح مسلم ص ۲۷)

☆ان الحیات شرط فی السمع و المیت غیر حی فلا یسمع۔

(۷) شبیر احمد عثمانی (فتح الملہم)

(۸) سفارینی (البحور الزاخرہ فی احوال الآخرہ)

☆راجح عدم سماع ہے۔

(۹) ابن التین (بحوالہ عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۲)

☆الموتیٰ لا یسمعون بلا شک۔

(۱۰) سہیلی (فتح الباری ج ۷ ص ۲۴۳)

☆ان فی هٰذا القبر ما یدل علیٰ خرق العادت بذالک النبیؐ۔

(۱۱) مازری (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۵۶۶)

☆قیل ان المیت یسمع عملا بظاهر هذا الحدیث و فیه نظر لانه خاص فی حق هؤلاء۔

(۱۲) عبدالرؤف مناوی (فیض القدیر شرح جامع الصغیر)

(۱۳) ابن ہبیرہ حنبلی (آیات بینات ص ۹۶)

(۱۴) زرقانی مالکی (شرح مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۶۳)

(۱۵) سلیمان بن خلف ابوالولید قرطبی اندلسی باجی مالکی (المنتقی ج ۱ ص ۶۹)

(۱۶) قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مغربی مالکی

(۱۷) علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی قرطبی حافظ الحدیث

(۱۸) کمال الدین زملکانی (حاشیہ موطا مالک وحاشیہ ترمذی ص ۱۹۴)

(۱۹) صاحب عون الباری (ج ۱ص ۵۱۶)

(۲۰) ابن حجر (فتح الباری ج ۲ص ۳۴۸)

☆الموتیٰ لا احساس لهم۔

(۲۱) عینی شرح بخاری ج ۴ص ۲۵۵

(۲۲) صاحب عوارف المعارف (ج ۱ص ۳۸ بر احیاء العلوم طبع مصر)

صوفیائے کرامؒ

(۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (شمائم امدادیہ ص ۲۷)

☆ آیت "انک لا تسمع الموتی" میں نفی حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے۔

(۲) محمد بن علی بن حسین سہروردیؒ (عوارف المعارف ج ۱ص ۳۸)

☆ سنانا زندوں کو ہوتا ہے نہ کہ مردوں کو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وما انت بمسمع من فی القبور"۔

(۳) امام الاولیاء حمید الدین ناگوری (کتاب التوشیح)

☆منهم الذين يدعون الانبياء و الاولياء عند الحوائج و المصائب باعتقاد ان ارواحهم تسمع النداء و تعلم الحوائج و ذالک شرک قبیح و جهل صریح ۔ قال اللّٰه تعالیٰ: "و من اضل

ممن يدعو من دون الله .....''۔

(۴) قاشانی (شرح فصوص الحکم ص ۲۶۵)

☆احیاهم الله بالحیوة الاخروية۔

علمائے دیوبند

(۱) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند (کشف المغالطات، آب حیات ص ۲۹، جمال قاسمی ص ۱۲)

(۲) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (لطائف رشیدیہ، لامع الدراری ج ۲ص ۱۲۴، ۱۲۵، الکوکب الدری ج ۱ص ۱۹)

(۳) حضرت سید انور شاہؒ صاحب (فتح الملہم ج ۲ص ۲۷۹، کشف المغالطات)

(۴) مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، رسالہ المفتی بابت ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ ج ۳ص ۹۶)

(۵) مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ دیوبندی (کشف المغالطات)

علمائے سہارنپور

(۱) مولانا عبدالوحیدؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (کشف المغالطات)

(۲) مولانا عبداللطیفؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (کشف المغالطات)

(۳) مولانا محمد الیاسؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (کشف المغالطات)

(۴) مولانا ثابت علیؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (کشف المغالطات)

(۵) مولانا عنایت علیؒ مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (کشف المغالطات)

(۶) مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ تلمیذ مولانا گنگوہیؒ (کشف المغالطات)

(۷) مولانا خلیل احمدؒ صاحب انبیٹھوی (کشف المغالطات)

(۸) مولانا ظفر احمد تھانویؒ (کشف المغالطات)

علمائے امروھہ

(۱) مولانا سید احمد حسنؒ امروہی تلمیذ مولانا محمد قاسمؒ (کشف المغالطات)

(۲) مولانا محمد عبد العزیزؒ مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ (کشف المغالطات)

(۳) مولانا رضا حسنؒ مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ (کشف المغالطات)

(۴) مولانا محمد امینؒ مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ (کشف المغالطات)

علمائے بریلی

(۱) مولانا محمد یٰسینؒ مہتمم مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۲) مولانا محمد اشرف علیؒ مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۳) مولانا عبد الکریمؒ مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۴) مولانا حمید الدینؒ مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۵) مولانا سجاد علی خان بریلویؒ مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۶) مولانا عبد العزیز خانؒ مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۷) مولانا عبد اللہؒ مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی (کشف المغالطات)

(۸) مولانا محمود بریلوی (کشف المغالطات)

علمائے سورت

(۱) مولانا محمد اسحٰقؒ ناظم مدرسہ تعلیم الدین سورت (کشف المغالطات)

(۲) مولانا محمد احمدؒ مدرس مدرسہ تعلیم الدین سورت (کشف المغالطات)

(۳) مولانا احمد حسنؒ مہتمم مدرسہ تعلیم الدین سورت (کشف المغالطات)

علمائے دھلی

(۱) مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۲) مولانا محمد قاسمؒ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۳) مولانا انظار حسین مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۴) مولانا ضیاء الحق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۵) مولانا محمد عبد الغفورؒ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۶) مولانا عبد الغنیؒ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۷) مولانا عبد اللہ مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۸) مولانا محمد میاں مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی (کشف المغالطات)

(۹) مولانا محمد عبد العلیؒ شیخ الحدیث والادب مدرسہ عبد الرب دہلی (کشف المغالطات)

(۱۰) مولانا ظہیر الدین نگینوی مسجد اونچی محلہ تیلی واڑہ دہلی (کشف المغالطات)

(۱۱) سحبان الہند مولانا احمد سعیدؒ واعظ دہلوی (کشف المغالطات)

(۱۲) مولانا محمود واعظ دہلی (کشف المغالطات)

(۱۳) مولانا محمد ابراھیمؒ دہلوی مؤلف کشف المغالطات

(۱۴) مولانا محمد حبیب الرحمٰنؒ دہلوی (کشف المغالطات)

(۱۵) مولانا عبدالسلام دہلویؒ (کشف المغالطات)

علمائے گلاوٹھی

(۱) مولانا غلام نبی مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر (کشف المغالطات)

(۲) مولانا محی الدین احمدؒ مہتمم مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر (کشف المغالطات)

(۳) مولانا کریم بخش مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر (کشف المغالطات)

(۴) مولانا ماجد علی مدرس مدرسہ قصبہ مینڈھو (کشف المغالطات)

علمائے میرٹھ

(۱) مولانا محمد اسحاق مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ شہر میرٹھ (کشف المغالطات)

علمائے تھانہ بھون

(۱) مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر (کشف المغالطات)

علمائے خیر نگر

(۱) مولانا محمد یعقوب علی مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۲) مولانا رحیم بخش مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۳) مولانا نظیر حسین چاند پوری مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۴) مولانا عبدالرزاقؒ مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۵) مولانا محمد طیبؒ مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۶) مولانا عبدالفتاح مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۷) مولانا سید ولایت علی مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۸) مولانا عبدالحکیمؒ مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۹) مولانا ناظر حسینؒ مدرس خیر نگر (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

علمائے رام پور

(۱) مولانا محمد حفیظ اللہ مدرس اعلیٰ مدرسہ عالیہ رام پور (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

مختلف فتاویٰ جات

(۱) میاں نذیر حسین پھاٹک حبش خان دہلی (فتاویٰ نذیریہ)

(۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری (فتاویٰ ثنائیہ)

(۳) مولانا مفتی ظفیر الدین دیوبندی (فتاویٰ دارالعلوم)

(۴) مولانا مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی (فتاویٰ دارالعلوم)

(۵) مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی (فتاویٰ دارالعلوم)

دیگر مشایخ و علمائے کرام

(۱) رئیس المفسرین امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی الوانی واں بھچرویؒ (تحریرات حدیث)

(۲) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (ستہ ضروریہ)

(۳) پیر طریقت حضرت حماد اللہ ہالیجویؒ (الیاقوت والمرجان)

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (مدارج النبوۃ ج۲ص۱۲۰)

(۵) مولانا عابد الرحمٰن صدیقی مترجم وشارح صحیح مسلم (ج۱ص۸۲۷)

(۶) سید سراج احمد صاحب سہسوانی (سراج الایمان ص۶)

(۷) محمد بشیر سہسوانی (رسالہ حرمت ندایا شیخ)

(۸) مولوی فیض عالم (وجیز الصراط ص۱۳۹)

(۹) مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلویؒ (اصول فقہ ص۲۱)

(۱۰) الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(۱۱) عبداللہ بن زید آل محمود رئیس المحاکم الشرعیہ (دوحہ قطر)

(۱۲) شیخ احمد بن حجر قاضی المحکمۃ الشرعیہ (دوحہ قطر)

موت کے وقت جو روحیں قبض کر لی جائیں وہ روک لی جاتے ہیں واپس نہیں کی جاتیں

اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا...... (سورہ زمر پارہ ۲۴ آیت ۴۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانوں کو وفات دیتا ہے (جان سے مراد روح ہے، وفات سے مراد قبض۔ تفسیر عثمانی) ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں۔ پھر جس پر موت کا حکم فرمایا اسے روک رکھتا ہے (کہ اسے واپس نہیں بھیجتا)۔

(۱) ولا یردھا الی البدن۔ (بیضاوی ج۴ص۲۹)

(۲) خازن ج۴ص۵۷

(۳) ابوالسعود ج۷ص۲۶۶

(۴) رازی ج۷ص۲۶۶

(۵) صفوۃ التفاسیر

(۶) فلا یردھا الی الجسد۔ (معالم التنزیل ص۲۷۷، عربی)

(۷) و معنی یمسکھا انہ لا یردھا الی الدنیا۔ (التسہیل ج۳ص۱۹۶)

(۸) لا یردھا الی البدن الی یوم البعث۔ (شیخ زادہ)

(۹) .... الی یوم القیٰمۃ۔ (تبصیر الرحمان ج۲ص۲۱۸)

(۱۰)و لا یردها الی البدن حتی ینفخ نفخة البعث۔

(تفسیر مظہری ج۸ص۲۱۸،عربی)

(۱۱)ای فلا یردها الی بدنها الی یوم القیٰمة ۔

(محاسن التاویل للقاسمی ص۵۱۴۳)

(۱۲)هٰذه الارواح بعد المفارقة تنالم و تلتذ الیٰ ان یردها اللّٰه تعالیٰ الی الابدان یوم القیامة۔(رازی ج۱ص۳۷)

(۱۳)ثم انه سبحانه و تعالیٰ یرد الروح الی البدن یوم القیٰمة الکبریٰ حتی تنضم الاحوال الجسمانیة الی الاحوال الروحانیة ۔

(رازی ج۱ص۳۷)

(۱۴،۱۵)و یأمر اللّٰه الارواح ان ترجع الی الاجساد ۔انما یقال ذالک عند البعث۔

(معالم تنزیل ج۴ص۲۲۳،خازن ج۴ص۳۷۹،ابوالسعود ج۲ص۴۲۶)

(۱۶)ابن جریر

(۱۷)ابن کثیر(پارہ۲۴ص۵،اردو)

(۱۸)نیشاپوری

(۱۹)ابن دحیہ

(۲۰)بحر ص

(۲۱)خطیب

(۲۲)اکلیل

(۲۳)مواہب الرحمان از سید امیر علی ملیح آبادیؒ (ج۲۴ص۷)

(۲۴)کتاب الرشاد

(۲۵)منتقی

(۲۶)فتح البیان

(۲۷)فتح القدیر از محمد بن علی بن محمد الشوکانی (ج۴ص۴۶۶،عربی)

(۲۸)تنویر المقیاس

(۲۹)مرعشی

(۳۰)منع کثیر من الاشاعرة و الحنفیة اعادة الروح الیه و قالوا لا تلازم بین روح والحیات الا فی العادة ۔

(قرۃ العینین ص۵۹۵)

(۳۱)بسیارے از اشاعرہ وحنفیہ در اعادۂ روح تردد کردہ اند و تلازم روح و حیات رامنع نمودہ۔(جذب القلوب ص۱۸۶)

(۳۲)تعلق روح با بدانے کہ داشتند بس ہم خلاف واقعہ است وہم خلاف شرع۔(تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ)

(۳۳)معنی حیات تعلق روح بہ بدن است۔ در قبر اصلاً تعلق روح بہ بدن

نیست بلکہ بقائے شعور و ادراک روح را بعد از مفارقت از بدن تعبیر بہ حیات فرمودند۔ (حل مشکلات قرآن از سید انور شاہ صاحب ص۱۳)

(۳۴) روح ہوائی کا مرکب جسم ہے۔ جب کسی سبب سے اس جسم خاکی سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور اسی ترک تعلق کا نام موت عرفی ہے۔

(تفسیر حقانی ج۲ ص۱۱) (پھر شہداء وانبیاءؑ کو بعد از وفات زندہ کیوں کہتے ہیں؟)

(۳۵) وہ حیات جس کے تحقق پر کلام اللہ اور احادیث صحیحہ ناطق ہیں، حیات ثانی ہے۔ (آب حیات ص۱۳ از حضرت نانوتویؒ) (حیات اولیٰ دنیوی اور حیات ثانی برزخی، نیلوی)

(۳۶) بعد مرگ جسد مردہ من جملہ جمادات ہو جاتا ہے۔

(آب حیات ص۲۹ حضرت نانوتوی)

☆ بعد موت نہ ارواح شہداء کو ان ابدان کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے، نہ ارواح اور مؤمنین کو۔۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال ابدان دنیا سے (شہداء و مؤمنین) دونوں کو کچھ تعلق نہیں رہتا ہے۔ (آب حیات ص۱۶۸)

☆ اس بدن کے اعتبار سے (شہداء و مؤمنین) دونوں کی موت برابر ہے یعنی دونوں یہاں کے جسم سے بے علاقہ ہو جاتی ہیں۔ (جمال قاسمی ص۱۴)

(۳۷) بدنوں سے کمال تجرد کے حصول کے بعد سے ان کا مقصد ہوتا ہے نہ کہ ان بدنوں کے ساتھ تعلق۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی ج۲ ص۱۱۶)

(۳۸) نیند میں بھی وہ ہی چیز نکلتی ہے جو موت کے وقت نکلتی ہے لیکن تعلق کا انقطاع ویسا نہیں ہوتا جو موت میں ہوتا ہے۔

(تفسیر عثمانی از شبیر احمد عثمانیؒ ص۶۱۶)

(۳۹) پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے کہ اسے واپس نہیں بھیجتا۔ (نور العرفان مفتی احمد یار خان بدایونی بر کنز الایمان ترجمہ احمد رضا خان)

(۴۰) یہ سلب روح من کل الوجوہ ہوتا ہے جس کے بعد نہ حیات جسمانی باقی رہ جاتی ہے، نہ شعور، نہ ادراک۔۔۔۔۔ سو یہ روحیں پھر تصرفات جسمانی کی طرف واپس نہیں آتیں۔ (تفسیر ماجدی ص۹۲۷)

(۴۱) موت میں دونوں چیزیں بدن میں نہیں رہتیں (پھر اس معطل کرنے کے بعد) تو ان جانوں کو تو (تصرف فی الابدان کی طرف عود کرنے سے) روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے۔

(بیان القرآن از اشرف علی تھانویؒ ج۲ ص۹۰۰)

(۴۲) موت کی صورت میں نہ ادراک رہتا ہے نہ حیات، پھر (اس معطل کرنے کے بعد) ان جانوں کو تو (بدن کی طرف عود کرنے سے) روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے۔ (معارف القرآن از مفتی محمد شفیعؒ ج۸ ص۵۶۱)

(حصہ سوم)

مماتی حضرات سے
چند سوالات

ازمولانا عاشق الٰہی بلندشہری

(بحوالہ ماہنامہ حق چار یار لاہور جون ۲۰۰۰ء)

جوابات از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر محقق العصر حضرت علامہ

سید محمد حسین شاہ نیلوی

دامت برکاتہم العالیہ

سوال(۱): حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسلمان تھے یا مشرک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آ کر سلام پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ پر بھی سلام پڑھتے تھے؟

جواب(۱): حضرت عبداللہ بن عمرؓ واقعی وفات کے بعد بھی کبھی کبھی سلام پڑھتے تھے مگر یاد رہے خطاب کو سماع لازم نہیں۔ دیکھو نا تمام روئے زمین پر نمازی ہر تشہد میں پڑھتے ہیں "السَّلامُ علیک ایھا النبی" تو تم خود کہتے ہو کہ دور سے پڑھا ہو اور درود وسلام رسول اللہؐ نہیں سنتے تو آپ کی دلیل تقریب تام نہ ہوئی۔ ہاں آپ اس ہستی سے یہ حدیث دکھا دو گے کہ آنحضرتؐ کی قبر کے پاس پڑھا ہوا درود وسلام آپ نے ان عنصری کانوں سے قبر شریف کے اندر سے خود سنتے رہتے ہیں تو مان لیں گے۔

سوال(۲): حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مسلمان تھے یا مشرک تھے جو دمشق سے رسول اللہؐ کی خدمت میں باقاعدہ آدمی بھیج کر سلام پیش کرواتے تھے۔

(شفاء قاضی عیاض جلد ۲ ص ۱۹۸)

جواب(۲): شفاء قاضی عیاض حدیث کی کتاب نہیں۔ سیرت کی کتاب ہے اور آپ لوگ تجاہل عارفانہ سے کام نہ لیں تو آپ کو قطعی علم ہے کہ سیرت کی کتابوں میں رطب ویابس سب کچھ ہی جمع ہوتا ہے۔ یا ایسا کریں کہ اثر عمر بن

عبدالعزیز کی سند بیان کریں۔ نیز حضرت علیؓ پانچ سال کوفہ میں رہے۔ انس بن مالک بصرہ میں رہے معاذ بن جبل یمن میں رہے۔ ابوالدرداء شام میں رہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ صحابہ کرامؓ مختلف ممالک میں قیام پذیر رہے کیا وہ بھی مدینہ جانے والوں کے ہاتھ سلام علی النبیؐ کہلواتے تھے؟ اگر ہے تو ثبوت دو ہاں شرط ہے کہ خبر مشہور ہو یا متواتر۔

سوال (۳): تمام اہل سنت والجماعت جو مذاہب اربعہ کے مقلدین ہیں اور جن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جسمانی حیات کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے نقل کیا ہے اور امام بیہقیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس بارے میں رسالے لکھے ہیں۔ اب یہ بتائیے کہ تمام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط اور یہ حضرات موحد تھے یا مشرک اور گمراہ تھے یا صحیح راہ پر؟

جواب (۳): مذاہب اربعہ والے جو محدث بھی تھے، مفسر بھی تھے، فقیہ بھی تھے، مجتہد بھی تھے، ان میں سے کسی ایک کا قول صحیح سند کے ساتھ تواتر سے ثابت کرو اور ان کا اس بات پر اجماع ثابت کرو جس میں یہ ہو کہ قبر مبارک کے پاس پڑھا ہوا درود وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس ان عنصری کانوں کے ساتھ سنتے ہیں۔

یاد رہے کہ خیر القرون میں کسی مجتہد، محدث، مفسر، فقیہ کا یہ عقیدہ نہیں دکھا

سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ بیٹھے اپنے ان عنصری کانوں سے سنتے ہیں۔ یہ بات خیر القرون میں نہیں ملتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلال الدین سیوطی اور بیہقی نہ خیر القرون کے دور کے ہیں اور نہ مجتہد ہیں۔ بلکہ مقلد ہیں اور ان کا اجماع اصولی طور پر اجماع نہیں کہلاتا اور ان کا اجماع کہہ دینے سے اجماع نہیں ہو جاتا اور اگر بالفرض اجماع ہو بھی تو معتبر نہیں کیونکہ اہل اجماع کا مجتہد ہونا ضروری ہے۔

سوال (۴): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپؐ کا یہ فرمان آپ لوگوں کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟ اور نہ صرف موسیٰ علیہ السلام بلکہ امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب حیات الانبیاءؑ میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں، آپ اس بات کو کیوں نہیں مانتے؟ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر علم رکھتے ہیں اور آپؐ سے زیادہ توحید کو جانتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ انبیاءؑ کرام کے جسموں کو کھائے، اس کو آپ لوگ کیوں نہیں مانتے؟ (اخرجه ابو داؤد باسناد صحيح فى باب الجمعة عن اوس بن اوس الثقفى و ابن ماجه عن ابى الدرداء باسناد جيد)

جواب(٤): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔ جیسے حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے ''الخیر الکثیر'' میں فرمایا ہے :''**سماہ (ای البرزخ) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم با القبر**''۔ ورنہ اس حدیث سے تعارض آئے گا جس میں ہے:''**لو کان موسیٰ حیًا ما وسعہ الا التباعی**''۔ دارمی نے اپنی مسند میں یہ روایت بیان کی ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی دنیاوی زندگی نہیں اور برزخی زندگی کا کوئی اہل سنت منکر نہیں ہے۔ صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے دوجگہ یہ حدیث نقل فرمائی ہے اور جو روایت حضرت انسؓ کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ نہ طبقۂ اولیٰ کی ہے اور نہ طبقۂ ثانیہ کی ہے بلکہ مسند ابی یعلیٰ میں ہے جس کا شمار طبقۂ ثالثہ میں ہوتا ہے جس کی احادیث فقہاء کے ہاں معمول بہ نہیں بلکہ اجماع انکے خلاف پر منعقد ہو چکا ہے۔ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ٢٦٠، عجالہ نافعہ ص ٧، دل کا سرور ص ١٦١۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث خود ضعیف ہے کیونکہ قصیدہ نونیہ والے نے اور علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔

تیسرے اس حدیث میں ابوالجہم ازرق بن علی راوی ہے جو معوذتین (قل

اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس) کو قرآن مجید کی سورتیں ہی نہ سمجھتا تھا۔

چوتھے اس قبر میں آپؐ زندہ ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک آدمی کے سوال میں جو فرمایا ''**النبی فی الجنۃ**'' اس کا کیا مطلب؟

پانچویں اس قبر میں آپؐ زندہ ہیں تو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ جو فرماتی ہیں ''**واابتاہ الی جبرائیل ننعاہ جنۃ الفردوس ماواہ**'' (بخاری) اس کا کیا مطلب؟

چھٹے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مشکل قضیہ پیش آ جائے تو ''**ردوہ الی اللّٰہ ای کتاب اللّٰہ و الرسولؐ**''۔ جب رسولؐ دنیوی حیات کے ساتھ زندہ ہیں تو آپؐ سے فیصلہ کیوں نہیں کرواتے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو قضا کرنے کو کہا تو آپ نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اگر کوئی مشکل پیش آئی تو کس سے پوچھوں گا۔ حضرت عثمانؓ نے یہ نہ کہا قبر اطہر پر جا کر نبیؐ سے پوچھ لیا کر۔

ساتویں جب آپؐ بحیات دنیوی زندہ ہیں تو صحابہ کرامؓ خلیفہ نہیں بن سکتے، اجماع حجت نہیں ہو سکتا، احکام شرعیہ محتمل نسخ اور غیر محکم ہوتے۔

آٹھویں یہ کہ جب صحابہ کرامؓ کا عقیدہ تھا کہ آپؐ قبر میں جا کر زندہ ہو جائیں گے تو قبر کھودنے کی تکلیف ہی کیوں کی گئی۔ چلو اگر دفن کر ہی دیا تھا تو تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ کو نکال لیتے، لوگ آپؐ کی زیارت سے مشرف ہو

کر صحابیت کا مقام حاصل کر لیتے۔

نویں یہ کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ ابا جانؐ قبر میں زندہ ہو گئے ہیں تو ورثہ کا مطالبہ کیوں کیا۔ کیا زندہ کا ترکہ یا مال جائیداد تقسیم کرنے کا حکم ہے؟

دسویں یہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عقیدہ تھا کہ آپؐ کو پھر سے دنیوی زندگی مل گئی ہے تو آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو یوں جواب کیوں نہ دیا "الانبیاء احیاء فکیف وراثتم"۔

گیارہویں حضرت انسؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا یہ مطالبہ سن کر یہ حدیث کیوں نہ پڑھ سنائی اور یوں کیوں نہ فرمایا کہ کیا آپ کو علم نہیں "اما علمتم انه علیه السلام قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون"۔

بارہویں "الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" صرف انس بن مالکؓ سے مروی ہے جس سے روایت کرنے والا ثابت بنانی ہے اور اس سے روایت کرنے والا صرف حجاج بن اسود ہے اور اس سے روایت کرنے والا صرف مستلم بن سعید ثقفی ہے اور اس سے روایت کرنے والا صرف ابوالجہم الازرق بن علی ہے اور اس کے تمام راوی اگر بالفرض ثقہ متقن ضابط بھی ہوں پھر بھی خبر واحد ہی تو ہے، خبر مشہور بھی نہیں ہے۔ خبر متواتر ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اور عقیدہ خبر واحد سے ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ عقیدہ یا قرآن مجید کی نص سے ثابت

ہوتا ہے یا خبر متواتر سے ثابت ہوتا ہے یا اجماع صحابہ کرام سے۔

ایک انتہائی توجہ طلب گذارش

(اگر حیات الانبیاءؑ بیہقی کی ہی ماننی ہے تو بیہقی نے تو حیات الانبیاءؑ میں یہ روایت بھی پیش کی ہے کہ انبیاءؑ کو چالیس راتوں کے بعد ان کی قبروں میں نہیں رہنے دیا جاتا بلکہ وہ اللہ کے حضور میں نماز پڑھتے ہیں تا آنکہ صور پھونکا جاوے گا۔ ملاحظہ فرمایئے:

"وروی کما اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثناء ابو حامد احمد بن علی الحسنوی املاءً ثنا ابو عبدالله محمد بن العباس الحمصی ثنا ابو الربیع الزهزانی ثنا اسمعیل بن طلحة بن یزید عن محمد عن عبدالرحمان بن ابی یعلی عن ثابت عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الانبیاء لا یترکون فی قبورهم بعد اربعین لیلة و لکنهم یصلون بین یدی الله عز و جل ینفخ فی الصور" (حیات الانبیاء ص ۴ مطبع انجمن مدرسہ حیات النبیؐ گجرات)

اور پھر اسی روایت کی تصدیق وتوثیق مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے بھی اپنے فتاویٰ محمودیہ میں کی ہے، ملاحظہ فرمایئے۔ مفتی محمود حسن گنگوہی فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۹ پر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "انبیاءؑ کے اجسام طیبہ کو مٹی نہیں کھا سکتی، وہ محفوظ ہیں"۔ اور پھر بیہقی کی یہی روایت پیش

کرتے ہیں جو اوپر گزر چکی ہے۔اور بعد میں اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''اس سے معلوم ہوا کہ ان کا جسم بھی ان کی قبر میں چالیس روز سے زائد نہیں رکھا جاتا بلکہ انکو اٹھا لیا جاتا ہے، خدائے پاک جہاں چاہتے ہیں انکو رکھتے ہیں۔جب ان کا اصل جسم موجود ہے تو جسم مثالی کی ضرورت نہیں بلکہ یہی جسم ان کے ساتھ رہتا ہے''۔

اب ہم بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ آپ دیوبندی نہیں ہیں کیونکہ آپ مفتی صاحب کی اس بات سے متفق نہیں ہیں، اگر آپ اپنے آپ کو دیوبندی کہلوانا چاہتے ہیں تو مفتی دارالعلوم دیوبند کی اس بات کو مانیں کہ انبیاءؑ کی قبروں میں ان کے وجود مبارک نہیں ہے۔

لیکن نہ ہم ان کی اس بات سے متفق ہیں اور نہ آپ متفق ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ قرآن، حدیث، اجماع صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ، اہل السنّت والجماعت علمائے دیوبند سے ثابت ہے کہ انبیاءؑ کے اجسام مبارک اسی دنیاوی قبر میں محفوظ اور تروتازہ ہیں اور آپ ﷺ کی ارواح جنت کے اعلیٰ مقام جنت الفردوس میں ہیں)۔(ناشر)

یہ جمعیت اشاعت التوحید والسنت پر کسی نے الزام لگایا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا جسد مبارک قبر اطہر میں مٹی ہو گیا۔آپ لوگوں کی غلط فہمی ہے یا کسی نے آپ کو جمعیت اشاعت التوحید والسنّت کے بارے جھوٹ

بکواس کفر بک کر آپکو بدظن کیا ہے اور اپنی عاقبت برباد کی ہے، **لعنۃ اللّٰہ علیہ**۔ایسے خبیث آدمی کی بات پر آپ کان کیوں دھرتے ہیں۔دیکھو اور غور فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ جس کسی میں واقعی عیب پایا جاتا ہو وہ بھی اس عیب دار آدمی کی غیر حاضری میں بیان کرنا حرام ہے اور ایسا ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا۔قولہ تعالیٰ:''**و لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ**''۔اور جس میں وہ عیب نہ ہو پھر وہ لوگوں میں پھیلاتا پھرتا ہے اس کا حشر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔

ہاں آپ ﷺ کا جسد مبارک صحیح سالم قبر اطہر میں موجود ہے بلکہ ہر پیغمبرؑ کا یہی حال ہے کہ اربعہ عناصر میں سے کوئی عنصر پیغمبروںؑ کے اجساد مطہرہ پر اثر نہیں ڈال سکتا، باذن اللہ۔کفار نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تھا، آگ نے ان کا ایک بال بھی نہ جلایا۔یونسؑ کو کشتی والوں نے سمندر میں پھینک دیا، مچھلی نے آپ کو اپنے پیٹ میں محفوظ رکھا۔اسی طرح دوسرے پیغمبر جنہیں قبروں میں دفن کیا گیا ہے سب محفوظ ہیں صحیح سالم ہیں۔

سوال (۵): صحیح بخاری ج ا ص ۱۸۰ میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے چھ ماہ کے بعد قبر بدلنے کیلئے اپنے والد کو نکالا تو انکا جسم بالکل اسی طرح تھا جیسا کہ ابھی ابھی رکھا ہو، تھوڑا سا کان پر اثر تھا۔اس حدیث سے معلوم ہوا

کہ انبیاءؑ کرام کے علاوہ بھی دیگر افراد امت کا جسم قبروں میں محفوظ ہوسکتا ہے۔
یہ بتاؤ کہ تمہیں قبروں کی حیات جسمانی سے کیوں ضد اور عناد ہے؟ کیا تمہارے
نزدیک اللہ تعالیٰ کو قبروں میں زندگی بخشنے پر قدرت نہیں ہے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ
امام بخاریؒ، امام مسلمؒ زندگی والی حدیث نقل کر کے موحد رہے یا مشرک ہو گئے؟
امام بیہقی اور حافظ جلال الدین سیوطی کے بارے میں بھی بتائیں کہ وہ حیات
الانبیاءؑ پر کتاب لکھ کر مشرک ہو گئے یا موحد رہے؟

جواب(۵): مٹی کا اجساد انبیاءؑ کو نہ کھانے کا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء
کرامؑ کو دنیوی یا دنیا کی سی زندگی پھر سے عطا ہو گئی کیونکہ اگر یہ مطلب ہوتو
صحابہ کرامؓ کا علم ہونے کے باوجود قبر سے امام الانبیاءؑ کو نہ نکالنا "وأد البنات"
سے ہزار گنا زیادہ گناہ ہے اور صحابہ کرامؓ پر بہت بڑا الزام ہے۔

دوسرے یہ کہنا کہ جسد اطہر کا صحیح سلامت رہنا یا اس لئے ہوتا ہے کہ جسم
میں روح ہو یا اس لئے کہ اس کو مسالہ لگایا جائے۔ لیکن دوسری صورت تو واضح
البطلان ہے۔ اس لئے پہلی صورت ہی متعین ہے کہ آپؐ کے جسد اطہر میں روح
لوٹ آئی ہے۔ جیسے حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب ملتانیؒ نے ایک تقریر میں
فرمایا: مگر یہ استقراء ہے اور استقراء دلیل ظنی ہوتی ہے کیونکہ اس میں ایک شق رہ
گئی ہے کہ بغیر عود روح یا تعلق روح اور بغیر مسالہ لگانے کے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت
کاملہ سے جسم انبیاءؑ کو محفوظ رکھے اور یہی شق یہاں متعین ہے۔ جیسے رسول اللہؐ

نے فرمایا: "ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء"۔ یہی
ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس میں کوئی شک نہیں، اسی لئے تمام فقہاء کرام کا اس پر
اتفاق ہے۔ "و ھو الیوم کما وضع"۔ اور آنحضرتؐ کا جسم مبارک آج بھی
اسی طرح صحیح سالم اور محفوظ ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن آپؐ کو قبر اطہر میں
رکھا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ جس دن آپ کو قبر اطہر میں رکھا گیا تھا اس دن آپؐ کے
جسد اطہر میں روح نہ تھی۔ جنازہ کے موقع پر یہ عبارت لکھی کہ آج آپ کی نماز
جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی حالانکہ آپؐ کا جسد اطہر اسی طرح ہے جس طرح رکھا گیا
تھا۔ یعنی ان کے صحیح سالم جسد اطہر میں آج بھی روح نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ
آپؐ کے جسد اطہر میں روح ہے تو جنازے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ
جنازہ زندہ کا نہیں پڑھا جاتا۔ جنازہ اسی کا پڑھا جاتا ہے جس کے جسم میں روح
نہ ہو۔ تو فقہاء کا یہ کہنا کہ "و ھو الیوم کما وضع صریح دلیل ہے اس امر کی
کہ اتنی صدیوں کے بعد آپؐ کے جسد اطہر میں روح نہیں اور ان فقہاء کے بعد
کون سا دور ایسا آیا جس میں علماء کو علم ہو گیا کہ آپؐ کے جسد اطہر میں فلاں تاریخ
کو فلاں مہینہ اور فلاں سن ہجری میں روح واپس آ گئی یا روح کا جسد اطہر کے
ساتھ تعلق ہو گیا جس تعلق کی وجہ سے زائرین کی باتیں سنتے ہیں۔ پھر ان کی نماز کا
ٹائم ٹیبل کیا ہے تا کہ اس وقت آپؐ کو صلوٰۃ وسلام نہ پڑھا جائے کیونکہ جب نماز
میں ہوتے ہیں اس وقت کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں مشغول ہوتے ہیں،

دوسری طرف توجہ ہوتی ہی نہیں، جیسے آپ ؐ نے فرمایا: "**ان العبد يناجي ربه في الصلوٰة**" بندہ نماز میں اپنے رب سے باتیں کرتا ہے، اگر کوئی آکر سلام کہتا ہے تو نماز میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے توجہ ہٹا کر زائرین کی طرف توجہ کرنا اور نماز ہی کے اندر زائرین کے سوال کا جواب دینا عقل و نقل کیخلاف ہے جبکہ زائرین میں کئی مسلم ہوتے ہیں اور کئی غیر مسلم مثلاً قادیانی، قبر پرست، رافضی وغیرہ۔ انکا سلام سن کر سب کا جواب دیتے ہیں یا صرف مسلمانوں کا اور اگر صرف مسلمانوں کا جواب دیتے ہیں تو آپ کو مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز کیسے ہوتا ہے، کیا وحی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا یا الہام فی القبر کا کوئی قول ہے یا پھر آپ ؐ کو کلی علم غیب حاصل ہو گیا ہے۔ جو شق بھی ہو اس کو دلیل سے مزین کرے۔

سوال(٦): حضرات اکابر دیو بند مسلمان ہیں یا مشرک، اگر مشرک ہیں تو تم ان کی کتابیں کیوں پڑھتے ہو اور اپنے طلباء کو ان کے مدارس میں کیوں بھیجتے ہو اور نہ صرف علماء دیو بند بلکہ پوری امت مسلمہ حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک جو حضرات انبیاءؑ کی قبروں والی حیات کے قائل ہیں جبکہ وہ تمہارے نزدیک مشرک ہیں تو ان کی لکھی ہوئی کتابیں، تفاسیر، شروح، حدیث، فقہ، فتاویٰ کیوں پڑھتے ہو، کیا مشرک کی ذات سے یا کتاب سے علم دین حاصل کرنا جائز ہے؟

جواب(٦): حضرات اکابر دیو بند جو لکھتے ہیں صحیح لکھتے ہیں، **لا ريب فيه**۔ آپ کی سمجھ میں فتور ہے۔ میرے استاد حضرت مفتی اعظم ہند مفتی محمد کفایت

اللہ علیہ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً وافرۃً کاملۃً سابغۃً وافیۃً فرماتے ہیں:

☆ "انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اپنی قبروں میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔ اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی اور انبیاءؑ کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ "**انک میت و انهم میتون**" اسکی صریح دلیل ہے"۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(کفایت المفتی ج ا ص ٦٨)

☆ "جماہیر امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرتؐ قبر اطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے۔ وہ حیات حضور انورؐ پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضورؐ کو خطاب کر کے فرمایا: "**انک میت و انهم میتون**"۔ اور دوسری جگہ فرمایا: "**افان مات او قتل**"۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجمع صحابہؓ کو خطاب کر کے فرمایا تھا: "**من كان منكم يعبد محمدًا فان محمدًا قد مات**"۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ (کفایت المفتی ج ا ص ٩١)

جمہور علماء امت محمدیہ کے نزدیک قبر کے معنے

اب رہی یہ بات کہ قبر کے کیا معنی ہیں۔ سو قبر کے ایک لغوی معنی ہیں اور ایک شرعی (اصطلاح شریعت میں)۔ سو لغوی معنی قبر کے واقعی ''مدفن الانسان'' ہے یعنی انسان کے دفن ہونے کی جگہ (تاج العروس) اور اصطلاح شریعت میں قبر کے معنی عالم برزخ ہے۔

۱۔ چنانچہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ''الخیر الکثیر'' ص ۱۵۸ ''الخزانۃ التاسعۃ فی احکام نشأۃ المعاد'' کے تحت فرمایا: ''و لها اربع منازل، المنزل الاول عالم البرزخ وسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقبر '' (یعنی عالم آخرت کی چار منزلیں ہیں، ان میں سے پہلی منزل عالم برزخ ہے جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر رکھا ہے)۔

۲۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا: ''قبر سے مراد حدیث میں عالم برزخ ہے نہ کہ حفرہ (گڑھا)''۔ (مجالس الحکمت صفحہ ۴۳)

☆ غرض ایک جسم تو یہاں ہے اور ایک جسم عالم مثال میں ہے۔ وہاں کی دوزخ بھی مثالی ہے، بس اس مثال ہی کا نام قبر ہے۔۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ جو عالم مثال ہے وہیں اس کو عذاب قبر بھی ہوگا اشکال تو تب ہوتا جب قبر سے مراد یہ گڑھا ہوتا جس میں لاش دفن کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصطلاح شریعت میں قبر

گڑھے کو کہتے ہی نہیں بلکہ عالم مثال کو کہتے ہیں قبر اور وہاں پہنچنا کسی حال میں منتفی نہیں، خواہ مردہ دفن ہو یا نہ۔ (اشرف الجواب جلد ۳ ص ۳۴۶ ص ۳۴۵ بھی دیکھو نیز ملفوظات جلد ۴ ص ۵۱۴، ج ۴ ص ۸۲۵ و کتاب التشرف اکمل واشرف، التکشف ص ۵۵)

۳۔ نواب قطب الدین دہلوی در مظاہر حق ص ۶۲۔

☆ مراد قبر سے عالم برزخ ہے، کہ وہ واسطہ ہے درمیان دنیا و آخرت کے۔

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۲ طبع دہلی۔

☆ مراد بہ قبر عالم برزخ است۔

۵۔ مولانا مفسر عبدالحق حقانی در عقائد الاسلام ص ۱۶۰۔۱۶۱

☆ قبر کے وسیع اور تنگ ہونے سے ہماری یہ مراد نہیں کہ یہ گڑھا کہ جسم کو جس میں چھپایا جاتا ہے۔ وہ تنگ اور وسیع ہوتا ہے۔ بلکہ اس عالم میں روح پر تنگی اور کشادگی ہوتی ہے اور اصل قبر اس کی وہی ہے۔ ہاں عرف عام میں اس جسم کے اعتبار سے اس گڑھے کو بھی قبر کہتے ہیں۔

۶۔ مولانا ابراھیم دہلوی

☆ قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے جہاں جسد خاکی مدفون کر کے خاک ڈالتے ہیں............ حقیقی قبر نہیں، حقیقی قبر عالم برزخ ہے۔ (کشف المغالطات ص ۱۵۹)

۷۔ مولانا اسد الرحمٰن قدسی

☆برزخ وہ عالم ہے جو اصطلاحاً قبر کہلاتا ہے...............نہ یہ کہ قبر اس گڑھے کا نام ہے جسے لحد کہتے ہیں۔(معارف وطریقت ص۴۲)

۸۔مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادی

☆علماء نے فرمایا ہے کہ عذاب برزخ کو عذاب قبر کہتے ہیں۔

(نور الصدور ص۱۰۰)

۹۔علامہ ابن قیم

☆روح کے چار مکان ہیں:(۱)شکم مادر(۲)دنیا(۳)عالم برزخ(۴)آخرت کا مکان جنت یا دوزخ۔(نور الصدور ص۱۳۴)

۱۰۔مولانا محمد احسن سنبھلی

☆قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔

(نظم الفرائد حاشیہ شرح العقائد النسفیہ ص۱۷۱)

۱۱۔مولانا سید سلیمان ندوی

☆قبر درحقیقت خاک کا تودہ نہیں...........بلکہ وہ عالم ہے جس میں یہ مناظر پیش آتے ہیں۔(حاشیہ سیرت النبیؐ ج۴ص۲۶۸)

۱۲۔مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

☆برزخ وہ زمانہ ہے کہ جو موت اور حشر کے درمیان کا ہے۔(کما اخرجہ ابو نعیم عن مجاہد وروی نحوہٗ عن الفراء)اس عالم برزخ کا دوسرا نام عالم قبر ہے،قبر اسی

ظاہری گڑھے کا نام نہیں۔(رسالہ عالم برزخ ص۲۵)

۱۳۔شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ

☆موجودہ زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان جو مقام حائل وحاجب ہے اس کا نام برزخ ہے۔(تفسیر عثمانی)

۱۴۔مولانا وحید الزمان حیدرآبادی

☆عالم برزخ کا دوسرا نام عالم قبر ہے۔قبر ظاہری اس گڑھے کا نام نہیں بلکہ(دنیا اور آخرت کے درمیان)انسان کا گھر ہے۔(ترجمہ مؤطا مالک ص۹۶،۹۷)

۱۵۔امام طحاویؒ

☆عذاب قبر عذاب برزخ ہی کا نام ہے...............گھر تین ہیں:(۱)دنیا(۲)برزخ(۳)جنت یا دوزخ۔(شرح عقیدہ طحاویہ ص۳۳۰،۳۳۱)

۱۶۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی

☆مراد از قبر عالم برزخ است۔(حاشیہ مالابد منہ ص۱۲)

۱۷۔مولانا عبد الماجد دریا آبادی

☆آگ میں جل کر،پانی میں غرق ہو کر،درندوں کی غذا بن کر ہر حال میں ہر صورت میں انسان جاتا عالم قبر ہی میں ہے۔(تفسیر ماجدی ص۱۱۷۶)

۱۸۔شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ

☆اس جگہ عالم قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو دنیا اور آخرت کے مابین ایک

جہان ہے۔(لمعات التنقیح ج ۱ص ۱۸۹)

۱۹۔مولانا محمد منظور نعمانی

☆قبر سے مراد عالم برزخ کا ٹھکانہ ہے۔(معارف الحدیث ج ۲ص ۳۳)

۲۰۔مولانا محمد طاہر قاسمی نبیرۂ حضرت نانوتویؒ

☆روح انسانی اگر دنیا سے پاک ہو کر جسم سے نکلتی ہے تو عالم قدس اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے جسے علیین کہتے ہیں اور اگر ناپاک ہو کر دنیا سے رخصت ہوتی ہے تو عالم ظلمت میں اسکا ٹھکانہ ہوتا ہے جسے سجین کہتے ہیں ------حشر تک وہیں رہیں گی۔

(عقائد الاسلام، قاسمی ص ۴۶)

۲۱۔مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ

☆قبر سے مراد زمین کا گڑھا ہی نہیں بلکہ موت کے بعد آخرت سے پہلے کا زمانہ مراد ہے۔(جواہر الایمان ص ۶)

۲۲۔مولانا نجم الغنی

☆قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے۔قبر سے مراد یہاں مدفن نہیں ہے۔(تہذیب العقائد ص ۴۰)

۲۳۔مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

☆یہ عذاب وثواب، قبر یعنی برزخ میں ہوگا۔(معارف القرآن ج ۸ص ۶۶۵)

۲۴۔عبدالرحمٰن سلہٹی

☆اعتقاد رکھنا چاہیے کہ عذاب قبر برحق ہے اور اس سے مراد عذاب عالم برزخ کا ہے...............(احسن العقائد لاہل السنت والجماعت ص ۲۱)

۲۵۔سعید بن نبہان حضرمی

☆شعر

مثل السوال والنعیم و الاذیٰ
لمیت فی نحو قبر نبذا
و ذا مقام برزخ فلتعرف
فالبعث فالحشر فهول الموقف

(کفایۃ الاخوان فی التوحید ص ۶)

۲۶۔تفسیر مرادیہ (ص ۱۶۷، ۱۶۸)

۲۷۔احمد رضا خان

☆علیین اور سجین برزخ ہی کے مقامات ہیں۔

۲۸۔مفتی احمد یار خان

☆قبر سے مراد صرف یہ غار نہیں ہے جس میں مردہ دفن ہوتا ہے بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔(اسرار الاحکام بہ انوار القرآن)

۲۹۔مولوی رحیم بخش مؤلف کتاب الاسلام

☆عالم قبر جدا عالم ہے اور دنیا کے عالم سے جدا اور مباین ہے۔(اسلام کی

گیارہویں کتاب ص۲۱۴)

۳۰۔مولانا شیخ الشیخ عبید اللہ سندھیؒ

(ترجمہ الخیر الکثیر للشاہ ولی اللہ المحدث الدھلویؒ)

۳۱۔علامہ ابن کثیرؒ

☆**دلت الایة علی عذاب الارواح و لا یلزم من ذلک ان یتصل فی الاجساد فی قبورھا**۔(تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ ص ۳۰)

۳۲۔مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی

☆ قبروں میں احیاء سے مراد احیائے برزخی ہے یعنی مرنے کے بعد نشور سے پہلے اور قبر ذکر بطریق تمثیل ہے۔(عبد الحکیم بر بیضاوی ص ۲۷۷)

۳۳۔امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی

☆اہل کمال تمائی نہیں بدنوں سے کمال تجرد کے حصول کے بعد سے ان کا مقصد ہوتا ہے نہ کہ ان بدنوں کے ساتھ تعلق۔(مکتوبات ج ۲ ص ۱۱۶)

۳۴۔رئیس المفسرین امام الموحدین امام حسین علی الوانیؒ

☆**المراد بالقبر البرزخ**۔(تحریرات حدیث ص ۲۰۸)

(۳۵) شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

☆تعلق روح با بدانے کہ داشتند بس ہم خلاف واقع ہست وہم خلاف شرع۔

(تحفہ اثنا عشریہ)

انداز دیگر اگر قبر اسی گڑھے کا نام ہو جس میں مردے کو دفن کرتے ہیں تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ قوم نوح جو طوفان میں غرق ہو گئی تھی ان کی قبریں تو کسی نے کھودی نہ تھیں۔ پھر کہنا ہو گا کہ ان کو عذاب قبر نہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے "**مما خطیئاتھم اغرقوا فادخلوا نارا**" اور فرعونیوں کو بھی قبر کا عذاب نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا**" اور ہندو سکھ بھی عذاب سے چھوٹ گئے یا جن کو درندے یا سمندر کے جانور کھا گئے وہ بھی عذاب سے چھوٹ گئے۔

اور اگر آپ اس بحث میں تاویل اور ہیرا پھیری کریں گے تو اس کیلئے معتبر علماء کی تائید چاہیے ورنہ معتزلہ کے ہمنوا بننا ہو گا جیسے وہ تنعیم وتعذیب قبر کے منکر ہیں آپ بھی منکر ٹھہریں گے۔

سوال(۷): تمھارے وجود سے پہلے جو تفاسیر اور شروح حدیث لکھی گئیں وہ تمھارے عقیدے میں مشرکوں کی لکھی ہوئی ہیں کیا ان لوگوں کو ان کتابوں کی اشاعت کرنا اور روایت کرنا اور کتب حدیث کا نشر واشاعت کرنا معتبر ہے؟ جب یہ حضرات مشرک تھے تو ان کے دین وایمان علوم واعمال اور ان کی روایت کردہ اشاعت کردہ کتابوں کا کیا بھروسہ رہا؟

جواب(۷): جب اصطلاح شریعت میں قبر کا مفہوم سمجھ میں آ گیا تو جمعیت اشاعت التوحید والسنت کا مسلک کوئی الگ مسلک نہیں ہے جو علماء اکابر

دیوبند بیان کرتے ہیں یا دوسرے اہل سنت محدثین ،مفسرین علماء عقائد فقہاء بیان کرتے ہیں۔ بال برابر بھی فرق نہیں۔

سوال(۸): اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے آپ لوگ پنجابی لہجہ میں گا گا کر سورۃ الزمر کی آیت ''**انک میت و انھم میتون**'' عوام کو سناتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ قرآن سے ثابت ہو رہا ہے حالانکہ آیت کریمہ سے صرف موت آنے کا ثبوت ہوتا ہے، موت کے بعد زندہ ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ یہ آیت اکابر اہل السنّت والجماعت کے سامنے بھی تھی ، اس آیت کو جانتے ہوئے وہ حضرات انبیاء کرامؑ کی حیات فی القبر کے قائل تھے۔ آپ لوگ ساری امت سے بڑھ کر قرآن سمجھنے والے ہو گئے اور ساری امت مشرک ہو گئی۔ یہ کیا ایمانداری اور دینداری ہے؟ ذرا ہوش کی دوا کرو۔

جواب(۸): استدلال میں مفتی اعظم ہندؒ نے یہی آیت پیش کی ہے، آپ کا انکے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

سوال(۹): آپ لوگ صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں جبکہ انکے اکابر کو مشرک بھی بتاتے ہو؟

جواب(۹): الحمدللہ! جمعیت اشاعت التوحید والسنّت والے ٹھوک بجا کر کھرے دیوبندی ہیں، اہل السنّت والجماعت ہیں۔

سوال(۱۰): ہر سوال کا صحیح اور صریح جواب دیں۔ کسی طرح حجت

بازی، ہیرا پھیری، اینچ پینچ سے کام نہ لیں اور یہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن پیش ہونا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ رسول اللہؐ نے ''**ما انا علیه و اصحابی**'' کو معیار حق بتایا تھا، آپ لوگوں کے نزدیک صحابہؓ مشرک ہیں اور پوری امت بھی مشرک ہے؟ اس کو غور کر کے جواب دیں اور سورۃ النساء کی آیت ''**و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساء ت مصیرا**'' کو بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ آپ لوگ اس کا مصداق تو نہیں ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اور جو شخص رسول اللہؐ کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت ظاہر ہو چکی اور مسلمانوں کے راستہ کے خلاف کسی دوسرے راستے کا اتباع کرے تو ہم اس کو وہ کام کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

اس آیت میں غیر سبیل المؤمنین کی اتباع پر داخلہ دوزخ کی وعید ہے۔ آپ لوگوں نے حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک کہہ کر اپنی جماعت بنالی، اپنے بارے میں غور کر لیں۔

جواب(۱۰): الحمدللہ! جمعیت اشاعت التوحید والسنّت کا وہی مسلک ہے جو صحابہ کرامؓ، سلف صالحین، محدثین، مفسرین و متکلمین وفقہاء اہل السنّت والجماعت واہل دیوبند کا تھا۔ آج کل پندرھویں صدی کے جدید دیوبندیوں کا

مسلک وہ نہیں جو چودھویں صدی تک رہا ہے۔ وہی مصداق ہیں "ما انا علیہ و اصحابی" کے اور انہیں کا راستہ "سبیل المؤمنین" ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کئی مقامات پر باب وفات النبیؐ منعقد کیا مگر باب حیات النبیؐ ایک جگہ بھی نہیں لکھا۔

وہ صحابہ کرامؓ جنھوں نے آنحضرتؐ پر میت کا اطلاق فرمایا

(۱) انس بن مالک (بخاری ص ۹۳، ۹۴ ج ۱) (بخاری ج ۲ ص ۶۴۱، ۶۴۵، ۷۴۵، ۷۷۶، ۸۱۱، ۸۱۵، ۸۷۶، ۹۲۱، ۹۵۶، ۹۳۱، ۹۵۵، ۱۰۷۲)

(۲) ابوسعید خدریؓ (بخاری ج ۱ ص ۵۵۲، مسند دارمی ص ۲۱)

(۳) ابوجحیفہؓ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱)

(۴) ابوھریرۃؓ (بخاری ج ۱ ص ۳۴۶، ۳۹۳، ۲۷۴، ۴۱۷، ۴۹۱، ۱۸۸، ۴۳۷، بخاری ج ۲ ص ۷۴۸، ۸۰۹، ۸۱۵، ۹۹۶، ۱۰۲۳، ۱۰۸۱، ۱۰۷۳)

(۵) ابوذر غفاریؓ (بخاری ج ۲ ص ۹۳۶، ۱۱۰۰)

(۶) ابو بردہؓ (بخاری ص ۴۳۸، ۸۶۵)

(۷) ابو بکرؓ (بخاری، فتح الباری ج ۸ ص ۱۱۹، ۱۲۰، احکام القرآن جصاص ص ۵۸۶)

(۸) اسید بن حضیرؓ (بخاری ص ۵۳۵، ۱۰۴۶)

(۹) ابن عباسؓ (بخاری ص ۵۰۱)

(۱۰) عائشہ صدیقہؓ (بخاری ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۴۱، ۹۳۹، ۹۶۴، ۶۳۹، ۸۵۴، ۸۵۶، ۶۴۰، ۷۸۵، ۳۸۲، ۸۱۱، ۸۱۸، ۸۴۷، ۸۵۱، ۸۶۵، ۹۳۰، ۹۵۵، ۹۶۴، ۹۸۹، ۹۹۵، ۵۷۶، ۹۹۶، ۱۸۶، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰-۹۱، ۹۸، ۱۶۶، ۱۷۷، ۱۸۶، ۲۶۹، ۲۷۱، ۴۰۹، ۴۳۵، ۵۲۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۹۳، ۱۲۰، ۴۹۱، ۵۰۱، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۲، ابوداؤد ص ۲۸۹، مشکوٰۃ ص ۲۷۹، مشکل الآثار ج ۱ ص ۲۱۸)

(۱۱) عمرو بن الحارثؓ (بخاری ص ۳۸۲، ۴۳۷، ۴۰۸)

(۱۲) حذیفہؓ (بخاری ص ۱۱۰۰، ۹۳۴، ۹۳۶)

(۱۳) جبیر بن مطعمؓ (بخاری ص ۵۱۶، ۱۰۷۲، ۱۰۹۴، ترمذی ص ۴۱)

(۱۴) عبید اللہ بن عدی بن خیارؓ (بخاری ص ۵۸۳)

(۱۵) سہل بن سعدؓ (بخاری ص ۸۱۵)

(۱۶) فاطمۃ الزہراءؓ (بخاری ص ۷۴۸)

(۱۷) ام الفضل بنت الحارثؓ (بخاری ص ۶۳۷، ترمذی ص ۴۱)

(۱۸) ابن عمرؓ (ترمذی ص ۴۱، بخاری ص ۳۰۵، ۵۲۱، ۷۷۹، ۹۳۲، ابن ماجہ ص ۱۱۹)

(۱۹) جابر بن عبداللہؓ (بخاری ص ۳۵۴، ۳۰۶، ۳۰۷، ۴۴۸، ۶۲۹)

(۲۰) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (بخاری ص ۲۸۵، ابن ماجہ ص ۶)

(۲۱) مالک بن اوس بن الحدثانؓ (بخاری)

(۲۲) عثمانؓ (بخاری)

(۲۳) عبدالرحمٰن بن عوفؓ (بخاری)

(۲۴) زبیرؓ (بخاری)

(۲۵) سعدؓ (بخاری)

(۲۶) علیؓ (بخاری)

(۲۷) عباس بن عبدالمطلبؓ (داری ص ۲۳)

(۲۸) عبداللہ بن مسعودؓ (بخاری ص ۹۲۶)

(۲۹) ابی ابن کعبؓ (ابن ماجہ ص ۱۱۹)

(۳۰) ابوالدرداءؓ (ابن ماجہ ص ۱۱۹)

(۳۱) ام سلمہؓ (ابن ماجہ ص ۱۱۸، ۱۱۹، مشکل الآثار ج ۱ ص ۲۱۸)

(۳۲) عرباضؓ بن ساریہ (ابن ماجہ ص ۵)

(۳۳) انس بن نضرؓ (بغوی ج ۲ ص ۲۵۵)

(۳۴) عمرؓ (مسند دارمی ص ۲۹)

(۳۵) ام ایمنؓ (مسند دارمی ص ۲۳)

(۳۶) ابوعبیدہؓ بن الجراح (مسند دارمی ص ۳۳۱)

(۳۷) جندبؓ (مسند ابی عوانہ ج ۲ ص ۱۰۱)

(۳۸) حفصہؓ (موطا امام مالک ص ۴۸، مسند ابی عوانہ ج ۲ ص ۲۱۹)

(۳۹) ابوایوب انصاریؓ (ترمذی ص ۴۱)

(۴۰) زید بن ثابتؓ (ترمذی ص ۴۱)

(۴۱) صنابحیؒ عن راکب دفنا رسول اللّٰہ منذ خمس۔
(بخاری ص ۶۴۲، ۶۴۳)

(۴۲) قیس بن جریرؒ عن راکب قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و استخلف ابو بکر والناس صالحون۔ (بخاری ص ۶۲۵)

(۴۳) مغیرۃ بن شعبہؓ (مواہب لدنیہ عن مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۳)

(۴۴) عبداللہ بن ام مکتومؓ (فتح الباری ج ۸ ص ۱۲۰)

(۴۵) سالم بن عبیداللہ اشجعیؓ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷۳)

(۴۶) مخزمۃ بن نوفل زہریؓ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۲۳)

(۴۷) سالم بن عتیکؓ (فتح الباری ج ۸ ص ۱۲۰)

(۴۸) ابو بکر بن سلیمان بن علی حثمہؒ عن ابیہ (فتح القدیر ج ۲ ص ۸۶، ۸۷)

(۴۹) ابوذؤیب ہذلیؓ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷۷)

(۵۰) جبیر بن نضیرؒ

(۵۱) وحشی قاتل سید الشہداء حمزہؓ ثم قاتل مسیلمۃ الکذاب

(۵۲) مرثیہ ابوسفیانؓ بن الحارث بن عبدالمطلب (مواہب لدنیہ ص ۳۷۶)

(۵۳) مرثیہ فاطمۃ الزہراءؓ

(۵۴)مرثیہ حسان بن ثابتؓ

(۵۵)مرثیہ علیؓ بن ابی طالب

(۵۶)مرثیہ سوادؓ بن قارب

(۵۷)صفیہؓ بنت عبدالمطلب (ابن ہشام ج۲ص ۵۷)

(۵۸)طلحہ بن عبیداللہؓ (تنویرالمقیاس تحت آیت "لا تنکحوا ازواجهٔ من بعده")

(۵۹)ابوموہبہؓ

(۶۰ تا ۶۵)باقی چھ ازواج مطہرات

یہ استقراء ہے۔ڈھونڈنے والے صحابہ کرامؓ کا فہرست میں اضافہ کرسکتے ہیں۔

تو وفات انبیاءؑ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور صحابہ کرامؓ کا اجماع مزید برآں۔کسی نے وفات انبیاءؑ کے بعد پھر سے دنیوی زندگی یا دنیا کی سی زندگی کا قول نہیں کیا بلکہ کہا:"**لا تشبه الحيات الدنيا فانهم و تفكر و لا تكن من الغافلين**"۔

یہ کسی سلف کی کتاب میں نہیں کہ آپؐ کو قبر میں دفن کے بعد پھر سے روح جسد عنصری میں داخل ہو جاتی ہے یا روح کا تعلق جسد مطہر کے ساتھ ہو جاتا ہے اور کس وقت روح جسم میں آتی ہے یا روح کا تعلق جسد مطہر کے ساتھ اتنے عرصہ کے بعد ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر قرآن مجید کی آیت یا حدیث مشہور یا متواتر یا صحابہ کرامؓ کے اقوال سے یہ چیز ثابت کی جاسکتی ہے۔ان میں سے کوئی ایسا نہیں

جو کہے کہ آنحضرتؐ کو قبر میں پھر سے دنیوی زندگی مل گئی اور "**الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون**" سے دنیوی زندگی کا ثبوت نہیں دے سکتے کیونکہ اول تو یہ حدیث متکلم فیہ، دوسرے خبر واحد ہے، تیسرے اس حدیث سے قبوری زندگی تو ثابت ہوتی ہے یعنی برزخی (**عالم البرزخ سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقبر**) مگر دنیوی زندگی کا اس میں کچھ ذکر نہیں جو آپ لوگوں کا اہم مدعا ہے اور قرآن مجید میں انبیاء کرامؑ پر موت کا لفظ ذکر کیا گیا ہے مگر کسی مفسر نے اشارہ تک نہیں کیا کہ انبیاءؑ کو مرنے کے بعد پھر سے دنیوی زندگی مل گئی۔

مماتی کا لفظ استعمال کر کے اذہان عوام میں غلط بات مرکوز کر دی اور حقیقت یہ ہے کہ جن کو مماتی کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے وہ حضرت رسول اللہؐ کو کبھی مردہ کے لفظ سے تعبیر نہیں کرتے۔اگر کسی نے ایسا کہا ہے وہ ہمارا کچھ نہیں لگتا۔ ہم پیغمبروں کے حیات قائل کیوں نہیں۔جن کی حیات کی مثل کسی کی حیات نہیں۔ہم تو کافروں کی حیات کے بھی قائل ہیں۔اگر ہم کفار کی حیات کے قائل نہ ہوں تو عذاب قبر کا انکار لازم آتا ہے۔حالانکہ عذاب قبر نصوص قرآن سے ثابت ہے اور اس کے منکر کو ہم کافر سمجھتے ہیں اور عذاب و تنعیم قبر کے تو معتزلہ بھی قائل ہیں۔دیکھو معتزلی اعظم صاحب کشاف کی تفسیر "ہاں حیات برزخیہ کے قائل ہیں جو دار دنیا سے دار برزخ کی طرف منتقل ہونے کیساتھ ہی ہر انسان کو حاصل ہوتی ہے، خواہ نیک ہو خواہ بد، مومن ہو یا کافر۔البتہ ان کے مدارج میں

فرق ہے۔رہی حیات دنیوی، سو وہ نہیں ہے۔

(۱) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب نے فرمایا: ''مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں''۔ دیکھو الحبور ص ۱۴۹ مطبع انوار احمد الہ آباد و راس الربیعین طبع ملتان ص ۵۰۸۔ نیز دیکھو المورد الفرنجی فی المولد البرزخی۔ نیز دیکھو تسکین الصدور ص ۲۶۴ طبع ۲۔

(۲) مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دار العلوم دیوبند فتاویٰ دار العلوم دیوبند محشیٰ ظفیر الدین ص ۳۹۷ ج ۵۔ ''مراد اس حیات سے حیات دنیوی ظاہری نہیں ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''انک میت و انهم میتون''۔ لہٰذا احکام اموات ظاہریہ یہ سب پر جاری ہوتے ہیں''۔

(۳) نیز ص ۴۷۶ ج ۵ میں ہے: ''سب ہی مرنے والے ہیں ''انک میت و انهم میتون'' اور سب ہی کو حیات روحانی حاصل رہتی ہے کیونکہ مدار ثواب وعقاب کا حیات روحانی پر ہے جو کہ مسلم ہے۔ پھر اسی حیات روحانی میں درجات ہیں۔ انبیاءؑ کی حیات قوی تر ہے۔ اس کے بعد شہداء کی پھر جملہ مؤمنین کی ومؤمنات کی، درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء کرامؑ اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔

(۴) مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ معارف القرآن ج ۱ ص ۱۴۱،۱۴۲ میں

فرماتے ہیں: ''باوجود مجموعہ گوشت پوست ہونے کے خاک سے متاثر نہیں ہوتا اور مثل جسم زندہ کے صحیح سالم ہوتا ہے مگر احکام ظاہرہ میں وہ عام مُردوں کی طرح ہے۔ ان کی محفوظیت اجساد خارق عادت ہے۔

(۵) مفتی اعظم ہند المفتی محمد کفایت اللہؒ نے کفایت المفتی ج ۱ ص ۶۸ میں فرمایا: پہلے عبارت گزر چکی ہے۔

(۶) نیز کفایت المفتی ج ۱ ص ۷۷ میں ہے: ''ہاں انبیاءؑ کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے اور شہداء کو ایک حیات عطا ہوئی ہے جو اولیاء کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے''۔

(۷) نیز کفایت المفتی ج ۱ ص ۹۱ میں ہے: ''جماہیر امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت قبر اطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے؟ یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے۔ وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضورؐ کو خطاب کر کے فرمایا ہے: ''انک میت و انهم میتون''۔ اور دوسری جگہ فرمایا: ''افان مات او قتل''۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کی وفات کے بعد مجمع صحابہؓ کو خطاب کر کے فرمایا تھا: ''**من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا**

قد مات''۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۸) ''آنحضرت ؐ کو ایک قسم کی حیات برزخی حاصل ہے جس کی کیفیت خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن حیات دنیوی کہنا خلاف اہل السنت والجماعت ہے۔''(تسکین الصدور ص ۲۷۶ طبع دوم از سرفراز خان صاحب صفدر)

(۹) روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲: ''و المراد بتلک الحیاۃ نوع من الحیاۃ غیر معقول لنا و ھی فوق حیاۃ الشھداء بکثیر. و حیاۃ نبینا اکمل و اتم من حیاۃ سائرھم علیھم السلام۔

مزید میری کتاب ''ندائے حق'' پڑھیں۔ منیب کے لئے کافی وافی شافی ہے۔ **محمد حسین** غفرلہٗ

مفتی اعظم ہند ابوحنیفہ ثانی مولانا محمد کفایت اللہؒ کا فتویٰ

جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مردہ دفن کیا ہوا اپنی آنکھوں اور اپنی کانوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں مہربانی فرماوے

الجواب

اس شخص کا یہ اعتقاد صحیح نہیں ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

نوٹ

اصل فتویٰ جامعہ عربیہ ضیاء العلوم سرگودھا میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید عالم دین ہے اور وہ کہتا ہے کہ حضرت مولانا علامہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور حضرت مولانا شیخ القرآن غلام اللہ خان صاحب کے متعلق بھی زید کا یہی خیال ہے (زید کہتا ہے کہ یہ حیات النبی کے منکر ہیں) لہٰذا آپ جواب دیکر ہمارے شک و شبہ کا ازالہ فرمائیں آپ جواب مکمل اور مدلل دیں آپ کی بہت نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

احقر حبیب ... تعلیم خود ۱۷ محرم الحرام ...

الجواب

یہ سب انتہائی غلو ہے نماز ان سب کے پیچھے بلا کراہت درست ہو جاتی ہے

واللہ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

[illegible]

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۱۹/۱/۸۹

ماہنامہ حق چار یار اور اس کے بانی

بانی: خدام اہل سنت کے رسالہ حق چار یار کے اصل بانی مولوی مظہر حسین صاحبؒ تھے جنہوں نے چکوال میں کافی عمر گزاری دراصل بھیں کے مولوی احمد دین کے صاحبزادے تھے جو بریلوی مسلک (رضا خانی مذہب) کے مولوی تھے۔ جب ۱۹۳۰ء میں مناظرہ سلانوالی میں مولانا محمد منظور احمد نعمانیؒ کے مد مقابل مولوی حشمت علی بریلوی تھا اس کا صدر مولوی احمد دین بھیں والا تھا اس نے اپنے بیٹے مظہر حسین کو دیو بند دورۂ حدیث پڑھنے کیلئے بھیجا تھا تا کہ دیو بند مسلک کا پوری طرح علم ہو جائے۔ اب مولوی مظہر حسین نے اپنے آپ کو خلیفہ مولانا مدنیؒ کا مشہور کیا تا کہ دیو بندی حضرات میری بات پر اعتماد کر سکیں۔

یہاں آ کر چکوال میں بجائے دیو بندی مسلک کے شیعہ کے خلاف کام شروع کیا اور بریلویوں کے خلاف اپنی زندگی میں کوئی کام سرانجام نہیں دیا۔ اب اگر کوئی بات کرے کہ جنابِ حضرت والا آپ کے والد صاحب تو بریلوی مسلک کے تھے۔ تو وہ فرماتے کہ میرے والد صاحب بریلوی مسلک کے نہ تھے اگر بریلوی مسلک کے ہوتے تو مجھے دیو بند نہ بھیجتے۔

حق چار یار

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بریلویوں کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔ اور حق چار یار کا نعرہ بلند کر کے اپنے آپ کو اہل السنت والجماعت میں سے ہونے کا ثبوت دیا۔ حالانکہ اہل السنت والجماعت کا اصل نعرہ (حق چار یار نہیں بلکہ حق سارے یار) یوں

ہوتا کہ حق کل یار۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں سے صرف چار صحابیؓ ہی حق پر تھے باقی سب باطل۔ اور ان سے پہلے کسی کا نعرہ حق چار یار نہ تھا اب جب حضرت مولانا مظہر حسین صاحبؒ نے شیعہ کا نعرہ پنج تن پاک اور علی حق سنا تو موصوف نے حق چار یار کا نعرہ وضع کیا۔ یہ نعرہ نہ تو کبھی کسی اہلسنت نے لگایا تھا اور نہ ہی دیو بند میں سے کسی نے لگایا۔ بلکہ یہ نعرہ تو ہم اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ بلکہ یہ لفظ تو صحابیت کے مفہوم کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ صحابی کا مفہوم ہی یہ ہے کہ جس نے حضرت نبی پاک ﷺ کو بحالتِ ایمان دیکھا ہو اور ان سے محبت کی ہو۔ تو اگر صرف حق چار یار نعرہ لگایا جائے تو باقی تمام صحابہ کرامؓ کے صحابیت کا انکار لازم تصور ہوگا جو کہ کفر ہے۔ اس کی قرآنی دلیل یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں ہے محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ کیونکہ لفظ الذین عام غیر مخصوص منہ البعض ہے جو کہ تمام صحابہ کرامؓ کو شامل ہے تو اب ان میں بعض کی تخصیص کرنا بغیر کسی قطعی دلیل کے گناہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حق کل یار ہے اور حق چار یار قرآن پاک کے مفہوم کے خلاف ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ آتا ہے۔ قولہ تعالیٰ اولئک ھم المؤمنون حقا۔ یہی لوگ تو سچے اور پکے مومن ہیں (دیکھو تفسیر ماجدی) معلوم ہوا کہ یہ صحابہ کرامؓ تمام کے تمام سچے اور پکے مومن ہیں نہ کہ صرف چار اصحاب جو صرف چار کا قائل ہوگا وہ قرآن میں اللہ کے اس فرمان کے خلاف عقیدہ رکھے گا جو کہ کفر ہے۔ (والعیاذ باللہ)